رضوان
لکھنؤ

June 1987
Monthly RIZWAN
LUCKNOW 226018

مطالعۂ قرآن کے اصول و مبادی

از

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

فہم قرآن کے لیے ایک ایسی کتاب جو بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے

یہ کتاب مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہے

● قرآن کا تعارف خود قرآن کی زبان سے ● [illegible] ● [illegible] آسمانی صحیفوں کا فرق ● صحف سابقہ کی [illegible] ● [illegible] ● [illegible] قرآن مجید کی چند [illegible] ● [illegible] ایک عہد ہدایت و انقلاب ہے ● [illegible] تاریخ کی بیرونی [illegible] ● قرآن مجید سے استفادہ [illegible] ● قرآن مجید سے استفادہ کے موانع ● وہ صحابہ جو [illegible] ● تلاوت و تدبر قرآن کے چند واقعات [illegible]

[illegible] کی طباعت ● قیمت پندرہ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبۂ اسلام [illegible] محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد ـــــ ۳۱
شمارہ ـــــ ۸

اگست ۱۹۸۷ء
مطابق
ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

ایڈیٹر
محمد حمزہ حسنی

معاونین
امامہ حسنی
میمونہ حسنی
اسحاق حسینی

سالانہ چندہ
برائے ہندوستان
پچیس ۲۵ روپے
برائے بیرونی ممالک
(ہوائی ڈاک سے)
ایک سو پچیس ۱۲۵ روپے

فی پرچہ: دو روپے پچاس پیسے

دفتر
ماہنامہ رضوان، ۱۷۲/۵۴- محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ ۶

فہرست مضامین

نمبر شمار			صفحہ
۱	اپنی بہنوں سے	مدیر	۳
۲	کتاب ہدایت	حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ،	۵
۳	حدیث کی روشنی	امتہ اللہ تسنیم	۱۱
۴	دین کی اصل نبوت	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ،	۱۳
۵	روشن مینار	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رح	۱۶
۶	حضور پاک	حضرت مولانا محمد حسن خاں مدظلہ،	۱۸
۷	فتح مکہ	ماہر القادری	۲۲
۸	نعت شریف	ڈاکٹر طفیل احمد مدنی	۲۷
۹	نمونے کے انسان	مولانا اعجاز احمد	۲۸
۱۰	اولاد کی تعلیم و تربیت	عبدالوہاب خلجی	۳۰
۱۱	میدان جہاد سے	عبدالحمید عباسی	۳۴
۱۲	عالم اسلام		۴۰
۱۳	قدرت کا عطیہ ثمر گلاب		۴۲
۱۴	غزل	صادق منصوری	۴۵
۱۵	پسندیدہ نصائح		۴۶
۱۶	کشیدہ کاری		۴۷

مدیر

اپنی بہنوں سے

ہمارے ملک کے جو حالات اس وقت ہو گئے ہیں وہ کسی بھی شخص سے پوشیدہ نہیں ہیں، جو ملک ایک مدت سے امن و امان کا گہوارہ تھا وہ فساد، انتشار اور نفرت کی آماجگاہ بن چکا ہے اور اب یہ حال ہو گیا ہے کہ کوئی بھی شخص اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ اگر وہ گھر سے نکلتا ہے تو خیریت سے واپس بھی آسکتا ہے، جنگل میں وحشی درندوں کے درمیان تو انسان محفوظ رہ سکتا ہے لیکن شہروں میں، آبادیوں میں اس کی جان و مال محفوظ رہے اس کی کوئی ضمانت نہیں۔

ان حالات میں ہمارا کیا کردار ہونا چاہیئے اور اس مشکل اور مسائل سے پُر دور سے کس طرح عہدہ برآ ہونا چاہیئے یہ بہت غور و فکر کی بات ہے، جذبات سے الگ ہو کر وقتی جوش اور گرمی کو دماغ سے نکال کر اس سنگین صورت حال کی عقدہ کشائی کرنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔

کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل ہم کو دنیا کے دیگر ممالک کے حالات کا گہرا جائزہ لینا چاہیئے۔ ان ممالک کے مسلمان جن مسائل اور حالات سے دوچار ہیں ان کو سامنے رکھنا چاہیئے، قوموں کی زندگی میں ایک معمولی قدم بھی غیر معمولی اثر رکھتا ہے اور اس کے دور رس اور تاریخی اثرات ہوتے ہیں، وہ قوم ہرگز ترقی نہیں کر سکتی جو عقل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے، اس سلسلہ میں ہمارے لیے روشن مثال خود ہمارے اسلاف کی ہے جنھوں نے اس سے بھی زیادہ مشکل حالات میں زندگی گزاری ہے۔

اور مصائب و تاریکیوں میں قندیل رہبانی بن کر نہ صرف خود کے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی روشن مینار ثابت ہوئے ہیں۔

جس وقت ہندستان میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ رونق افروز ہوئے پورا ہندستان کفر و شرک کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، انسانیت سسک رہی تھی اور روشنی کی کوئی کرن دکھائی نہیں دیتی تھی، ایسے پرآشوب دور میں حضرت خواجہ قدس سرہ دکھی انسانیت کے زخموں کا مرہم بن گئے اور انہوں نے اپنی محبت و شفقت کا ایسا گھنیرا سایہ اس ملک پر ڈالا کہ تھکے ہارے مظلوم انسان اس ٹھنڈے سایہ تلے آگئے، انھوں نے نفرت کا جواب نفرت سے نہیں دیا بلکہ نفرت کا جواب محبت سے دیا، کانٹوں کے بدلہ پھول برسائے آخر نتیجہ یہ نکلا کہ تاریکیاں چھٹنے لگیں اور روشنی سے یہ علاقہ منور ہو گیا۔

اسلام اس ملک میں اس لیے نہیں آیا کہ چند لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور باقی محروم رہیں، اسلام تو اس لیے آیا تھا کہ اس ملک کا ہر باشندہ اس سے فیضیاب ہو، اور کفر و شرک کی گندگی سے نکل کر اللہ وحدہ لاشریک کی غلامی میں آجائے، لیکن ہماری بد اعمالیوں نے یہ دن دکھلائے کہ بجائے اس کے کہ اسلام کا پیغام ہر جگہ پہونچے ہم جو اسلام کے ماننے کا دعوا کرتے نہیں تھکتے ہیں خود اپنے خول میں سکڑتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ سب سے بڑی ذمہ داری ہماری ہے کہ ہم اس صورت حال کو بدلیں، اپنی زندگیوں کو بدلیں اور اس کو اسلام کے سانچے میں ڈھال کر سراپا محبت بن جائیں، اور اسلام کا پیغام اس علاقہ میں بسنے والے ہر فرد کو پہونچائیں اور یہ ثابت کریں کہ اسلام ہی ایک ایسا تریاق ہے جو ہر قسم کے زہر کو ختم کرتا ہے اور اسی کے سایہ تلے انسانیت زندہ رہ سکتی ہے۔ رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہم اس نمونے کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگی نہیں گذاریں گے تو چاہے ہم جتنے بڑے مظاہرے کریں، بند منائیں، جلوس نکالیں کامیابی ہم کو قطعی نہ ملے گی، کیونکہ مسلمان اسلام کی زنجیر سے بندھی ہوئی قوم ہے جس کا سرا نبی عربی سرور کائنات رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں ہے جو اس مبارک زنجیر سے منسلک رہے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو اس زنجیر سے الگ ہوگا اور نیا راستہ اختیار کرے گا وہ رسوا اور برباد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھی راہ پر چلنا نصیب فرمائے۔

کتاب ہدایت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَاۗءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْھُمْ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّاخِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یاد دلایا ہے کہ ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے، اور والدین، اہل قرابت اور یتیم بچے اور محتاجوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کرو گے اور عام لوگوں سے بھی خوش خلقی سے پیش آؤ گے۔ اور نماز کی پابندی کرو گے اور زکوۃ ادا کرتے رہو گے۔ ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ باہمی خونریزی اور آپس کی لڑائیاں ختم کرو گے، نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرو گے، لیکن تمہارا حال یہ ہے کہ سوائے معدودے چند کے تمہاری اکثریت اس عہد کی پابند نہ رہی، بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی جان لیتے ہو، اور اپنوں کو بے گھر کرتے ہو، اور ان کے دشمنوں کی مدد کرتے ہو۔ حالانکہ دوسری طرف تمہارا رویہ یہ ہے کہ جب تمہاری ہی حرکتوں کے نتیجہ میں تمہارے وہ "اپنے" قیدی بن کر تمہارے پاس آتے

ہیں تو کچھ خرچ کر کے ان کو رہا کرا لیتے ہو گویا تمہارا حال یہ ہے کہ کچھ حکموں پر تو ایمان رکھتے ہو، اور کچھ پر نہیں، یعنی کچھ پر عمل کرتے ہو کچھ پر نہیں، تو تم سے جس کا طرز عمل یہ ہو اسے دنیا دی زندگی میں رسوائی کے سوا اور کیا جزا ملے گی اور قیامت کے دن بہت سخت عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔

میرے بھائیو! ذرا غور کرو، خدا کے لیے سنجیدگی سے سوچو! کیا آج یہ آیات سو فیصد ہم مسلمانوں پر منطبق نہیں ہو رہی ہیں؟ کیا ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی احکام کے ساتھ وہی نہیں ہو گیا ہے۔ جو بنی اسرائیل کا ہو گیا تھا جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ۔ سوائے معدودے چند کے تمہاری غالب اکثریت ان احکام سے دور ہو چکی ہے ... اور جس کے بارے میں نہایت بلیغ انداز میں فرمایا گیا ہے! کہ تم ہماری کتاب ہدایت کے کچھ حصہ پر تو ایمان رکھتے ہو، لیکن باقی کو تم نہیں مانتے۔ پھر کیا خدا کا یہ صاف اعلان ہمارے بارے میں نہیں ہے کہ تمہارے اس طرز عمل کا صلہ دنیا میں سخت ذلت و رسوائی اور آخرت کے شدید عذاب کے علاوہ کچھ اور بھی متوقع ہے؟

بنی اسرائیل کے ساتھ جن کو اللہ نے دنیا کی سب سے بہتر قوم قرار دیا تھا، اور جن پر اللہ کی خاص نگاہ کرم اور نظر انتخاب تھی، جب انھوں نے غفلت اور لاپرواہی اور دین سے بے عملی بے تعلقی اور آخرت فراموشی کا راستہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے بد ترین دشمنوں کو مسلط کر دیا تھا جو بے رحم اور سنگ دل بھی تھے اور ملک و مال اور ہتھیاروں سے لیس بھی تھے پھر ان دشمنوں نے ان کے ساتھ وہی کیا جو آج دنیا کی قومیں ہمارے ساتھ کر رہی ہیں۔ گھروں میں گھس گھس کر انھوں نے لوگوں کو مارا، بے دریغ خون بہایا، مال لوٹا، عزتیں لوٹیں، یہاں تک کہ ان کے مراکز عبادت میں جا گھسے، لوگوں کے منھ کالے کیے اور توراۃ کے نسخے جلا کر نیست و نابود کر دیئے۔

اگر بنی اسرائیل کے ساتھ یہ معاملہ ہوا تھا اور یقیناً ہوا تھا، اور ان کی زندگی میں کئی بار ہوا تھا ان کے اعمال میں بناؤ بگاڑ کے اعتبار سے جو تبدیلیاں آتی تھیں اسی اعتبار

سے ان کے حالات میں بھی نشیب و فراز آتے تھے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ ہوا تھا تو ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ ہم اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خصوصی اور استثنائی معاملہ کی توقع رکھتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا معاملہ اللہ کے حکموں کے ساتھ چاہے کچھ بھی ہو اللہ کا معاملہ ہمارے ساتھ اچھا ہی ہونا چاہیے اس لیے کہ ہم اس کے محبوب کی امت ہیں۔ خدا کی قسم یہ شیطانی فریب ہے۔

ہمارا حال یہ ہے کہ رمضان المبارک میں کھلم کھلا روزہ نہ رکھنے والوں کی تعداد اب تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے اور اب تو یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ رمضان کی راتیں فلموں کو دیکھنے میں گذاری جاتی ہیں۔

پھر جن حالات میں ہم آج کل گھرے ہوئے ہیں ان حالات میں کتنی عقلمندی اور کتنی حکمت اور کتنی احتیاط سے جینے کی ضرورت ہے۔ اور اپنے جذبات پر کس قدر قابو رکھنے اور اللہ کے حکموں اور دین کے منشاء پر جمنے کی کتنی سخت ضرورت ہے، میری زندگی جیسی بھی گذری ہے عام مسلمانوں کے ساتھ گذری ہے۔ زندگی بھر اس کا احساس رہا کہ عام مسلمانوں کو خبر ہی نہیں ہے کہ ان حالات میں کس طرح جینا چاہیئے۔ بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنھوں نے شاید طے کر لیا ہے کہ وہ عقل کی بات نہیں سنیں گے، اپنے دین کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کریں گے۔ یہ بعینہٖ وہی حالت ہے جو قرآن مجید نے برباد ہونے والی بعض گمراہ قوموں کی بیان فرمائی ہے۔ ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا۔

میرے دوستو! میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ہم پر ظلم نہیں ہو رہا ہے۔ ظلم ہو رہا ہے اور یقیناً ہو رہا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ حالات سے ناواقفیت کا ثبوت دیتا ہے، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ ظلم اس ظلم کے نتیجہ میں ہو رہا ہے جو ہم اپنے اوپر کر رہے ہیں، اگر ہم کسی اعتبار سے ظالم نہ ہوتے، صرف مظلوم ہی ہوتے تو اللہ کی مدد آ چکی ہوتی اور ہم پر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی پکڑ آ گئی ہوتی، اور جب ظالموں پر اللہ کی پکڑ آ جاتی ہے تو اسے دنیا

کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

ہمارے ظلموں کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ ذرا کوئی ہماری شادی کی محفلوں کو دیکھے ہماری دوسری فضول تقریبات کو دیکھے اور ہماری فضول خرچیوں کو دیکھے، کیا اسے دیکھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ایسی قوم کے افراد کی تقریبات ہیں جو دنیا کو یہ سکھانے کے لیے بھیجی گئی تھی کہ ضروریات زندگی کو کتنی سادگی کے ساتھ پورا کیا جاتا ہے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو زندگی کے بلند مقاصد اور انسانیت کی خدمت میں کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ بھی ہمارے اپنے اوپر ظلم کی ایک شکل ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور ظلم ہم اپنے اوپر یہ کر رہے ہیں کہ ہم جہاں رہتے ہیں وہاں کے لوگوں کو اپنا حریف اور دشمن سمجھ کر رہتے ہیں، بجائے اس کے کہ ہم ان کو اللہ کا بندہ سمجھتے اور محبت و حکمت اور اخلاق کے ساتھ ان کو اللہ کی رحمت سے اور ہدایت سے اور جنت سے قریب کرنے کی کوشش کرتے اور ان کو اپنی دعوتی جد و جہد کا میدان بناتے تاکہ ان میں جتنے سلیم الفطرت ہیں ان کو ہدایت مل جاتی، اور اللہ کی جو مدد دین کی دعوت کے میدان میں قربانیاں دینے والوں کے ساتھ آتی ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاتی، بجائے اس کے ہم نے ان کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔

میرے بھائیو! یہ صحیح ہے کہ وہ ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کیا ہمارا حال یہی ہونا چاہیے کہ ہم بھی سب کو دشمن اور حریف سمجھنے لگیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام سب کو دشمن ہی سمجھ لیتے تو کام کیسے کرتے۔ بہر حال میرے دوستو! اللہ کے یہاں اندھیر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ وہ رحیم بھی ہے علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے اور عادل بھی ہے، یہ حالات ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کی مرضی کے خلاف آرہے ہوں، اس کی مشیت سے آرہے ہیں اور ہمارے اعمال و اخلاق اور ہماری بے عقلیوں اور حماقتوں کے نتیجہ میں آرہے ہیں۔

ہم مسلمانوں کے لیے جو اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب پاک قرآن مجید پر ایمان

لائے ہیں اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اگر ہم زندگی میں اللہ و رسول کی وفاداری اور فرماں برداری کا راستہ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی خاص نظر عنایت اور نصرت ہم کو حاصل ہوگی اور پھر ہم پر اس طرح کے مظالم نہ ہو سکیں گے جس طرح کے آج ہو رہے ہیں جن کی خون کی آنسو لانے والی خبریں ہم اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے: "اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ" —— یہ خداوندی دستور و منشور کا واضح اعلان ہے، فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ کی نصرت اور مدد تم کو حاصل ہو تو دنیا کی کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکتی۔ اور اگر تمہاری بداعمالیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے، اللہ تم کو اپنی نصرت اور مدد سے محروم کر دینے کا فیصلہ فرمالے تو پھر کوئی دوسرا نہیں ہے جو تمہاری مدد کر سکے اور ظالم دشمنوں کے ظلم و ستم سے تم کو بچا سکے۔

بد قسمتی سے صورت حال اس وقت یہ ہے کہ جن مشکلات میں مسلمان مبتلا ہیں ان سے نجات پانے کے لیے ان کے ناخدا شناس اور دین سے بے بہرہ قائد و رہنما ان قوموں کے طور طریقوں سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ایمان سے محروم ہیں، جن کا خدا رسول سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قرآن مجید جو قیامت کے لیے صحیفۂ ہدایت ہے اس سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنے کا ان کو خیال بھی نہیں آتا، یہ ہماری بد قسمتی کی انتہا ہے اور ہماری یہ حالت ہم کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور زیادہ محروم کرنے والی ہے۔ خدا کے لیے اس طریقہ کو بدلیے ورنہ حالات بد سے بد تر ہوتے رہیں گے۔

ہمارے لیے مشکلات سے نجات پانے کا کوئی راستہ رجوع الی اللہ کے سوا نہیں ہے۔ میں اللہ کے اس گھر میں اللہ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنا کے آپ سب حضرات کو صفائی کے ساتھ بتلا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ دین سے بے تعلقی اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے ساتھ کوئی تدبیر، کوئی مظاہرہ، کوئی بندہ ہم کو ان مظالم اور مشکلات سے نجات نہیں دلا سکتا۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان مظالم سے حفاظت اور بچاؤ کے لیے کوئی تدبیر نہ کی جائے۔ سن لیجیے ہر جائز

تدبیر فرض ہے، لیکن وہ جب ہی کامیاب ہوگی جب اللہ کی مدد ہم کو حاصل ہوگی اور اس کی شرط رجوع الی اللہ اور اللہ و رسول کے ساتھ وفاداری و فرمانبرداری کا صحیح تعلق ہے۔ بلکہ بلکہ میں کہتا ہوں وہی سب سے زیادہ کامیاب ہونے والی تدبیر بھی ہے۔ میں قرآن و حدیث کی روشنی اور اپنے ذاتی تجربوں کی بنا پر قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسلمان کہلانے والوں کی عام زندگی اللہ و رسول کی فرمانبرداری والی اور دین کی دعوت والی زندگی ہو جائے تو آج جو ان کے دشمن ہیں وہ ان کو سروں پر بٹھائیں گے اپنی حاجتوں میں دعائیں کرانے کے لیے ان کے پاس آیا کریں گے۔ ہم نے اپنے پر سب سے بڑا ظلم یہ کیا ہے کہ دنیا کے لیے امت دعوت اور امت ہدایت کے بجائے اپنے کو دنیا کی قوموں کی ایک حریف قوم کی حیثیت سے پیش کر دیا ہے ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے اسی جرم عظیم کی سزا ہے۔

اس موقع پر ایک بات اور صفائی کے ساتھ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کبھی کبھی سننے میں آیا ہے کہ فلاں شہر کے فلاں محلہ میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تو مسلمانوں نے فلاں محلہ میں ہندوؤں پر دھاوا بول دیا —— صاف سن لو اللہ و رسول کے دین اسلام میں یہ ظلم ہے، حرام ہے، قطعاً حرام ہے بے گناہوں سے بدلہ لینا ان پر ظلم کرنا دنیا اور آخرت میں نا قابل معافی جرم اور گناہ ہے —— یہ بات قرآن پاک کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، جو لوگ اسلام کے نام پر ایسا کرتے ہیں وہ ان بے گناہ غیر مسلموں کے علاوہ اسلام پر بھی ظلم کرتے ہیں اور خدا کے عذاب اور غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ **

کاروانِ زندگی
حصہ سوم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی خود نوشت سوانح حیات کا حصہ سوم مکمل ہو کر اب کتابت کے مراحل میں ہے جلد از جلد شائقین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ حصہ نہایت اہم واقعات و حقائق پر مشتمل ہے۔

مکتبہ اسلام لکھنؤ

حدیث کی روشنی

امۃ اللہ تسنیم

اللہ کی خوشی کیلئے بیوی کو کھلانا بھی ثواب و عبادت ہے

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے حجۃ الوداع کے سال تشریف لائے اور میں سخت بیمار تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری بیماری کس حد کو پہنچ گئی ہے، میں بہت مالدار ہوں اور میرے ایک ہی بیٹی ہے کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ کر سکتا ہوں، فرمایا نہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ نصف، فرمایا نہیں، میں نے کہا ایک تہائی یا رسول اللہ، فرمایا ہاں، تہائی بھی بہت ہے تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا ان کو محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ اور دیکھو تم اللہ کی خوشی کے لیے جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو اس کا اجر تم کو ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منھ میں ڈالو گے اس کا بھی ثواب ملے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد تک رہوں گا فرمایا تم اپنی بقیہ عمر میں جو عمل اللہ کی رضا کے لیے کرو گے اس کے سبب تمہارے درجہ اور بلندی میں ترقی ہوگی، بہت ممکن ہے کہ تم زندہ رہو، بعض کو تم سے نفع پہنچے بعض کو نقصان پھر آپ نے فرمایا اے اللہ میرے ساتھیوں کے لیے ان کی

ہجرت آخر تک گزار دے، اُن کو اُلٹے پاؤں نہ پلٹا۔ لیکن بیچارے قابل رحم تو سعدؓ ابن خولہ ہیں۔ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترس کھاتے تھے۔ اس لیے کہ انھوں نے مکہ میں وفات پائی۔ (بخاری مسلم)

اللہ دلوں کو دیکھتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نہ تمھارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے اس کی نظر تمھارے دلوں پر رہتی ہے۔

جہاد کی نیت

حضرت ابوموسیٰؓ الاشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا گیا، جو بہادری کے لیے جہاد کرے یا حمیت کے لیے یا دکھاوے کے لیے۔ اس میں اللہ کے راستے میں کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے لڑنا ہی صرف اللہ کے راستے میں شمار ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

مُسلمان قاتل و مقتول

حضرت ابوبکر نُفَیعؓ بن الحارث الثقفی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ مقابل ہوں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے میں نے کہا یا رسول اللہ قاتل کا معاملہ تو سمجھ میں آگیا لیکن مقتول کے بارے میں حیرت ہے آپ نے فرمایا وہ اپنے ساتھی کے قتل پر حریص تھا

جماعت کا ثواب کیوں زیادہ ہے: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا گھر اور دکان پر نماز پڑھنے سے جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب کچھ اوپر بیس گنا زیادہ ملتا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں آئے اور نماز ہی کا ارادہ کرکے گھر سے نکلا ہو تو ہر قدم پر اس کا درجہ بلند کیا جائے گا اور اس کی خطائیں دور کی جائیں گی یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوگا تو نماز میں شمار ہوگا اور جب تک وہ مسجد میں نماز کی نیت سے رکا رہتا ہے فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحم کر اور اس کو بخش دے اور اس کی توبہ قبول کر، جب تک باوضو رہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ

دین کی اصل نبوت

یہ دین جو ہم تک پہنچا ہے اور جس دولت کے ہم آپ امین اور (محافظ کا لفظ تو بڑا ہے) اس دولت کے حامل ہیں، وہ دین ہمیں دانشوروں، سماجی خدمت گاروں، اصلاحی کام کرنے والوں یا بانیان سلطنت کے ذریعہ نہیں پہنچا، یہ سارے گروہ قابل احترام ہیں لیکن کسی دین میں اور کسی تہذیب، نظام فکر، دبستان اور خالص مطالعہ، غور و فکر اور تجربہ کے نتائج میں ایک حد فاصل، سرحدی لکیر ہوتی ہے جو ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے، اس خط کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، حد فاصل یہ ہے کہ آسمانی مذاہب (ادیان) ان برگزیدہ افراد کے ذریعہ پہونچے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے منصب سے سرفراز فرمایا تھا اور جن پر وحی آتی تھی، اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خلط مبحث ہوتا ہے، زیادہ تر لوگ نادانستہ طریقہ پر ان مذاہب سے توقع اور بعض اوقات آگے بڑھ کر ایسی چیزوں کا مطالبہ کرنے لگتے ہیں جن کی ان مذاہب میں گنجائش اور ان کا کوئی جواز نہیں، وہ بعض اوقات ان کی تشریح کا فرض اپنے ذمہ لے لیتے ہیں، اپنی وسعت مطالعہ اور وسعت نظر کے اظہار کے لیے وہ مذاہب کی ترجمانی ایسی کرنے لگتے ہیں جیسے کہ یہ نرے فلسفے یا انسانوں کے بنائے ہوئے تہذیب و تمدن کے نظام اور سماجی تجربے اور معاشرتی نظریات

ہیں، یہ ہے وہ غلطی جو نادانستہ طریقہ پر بعض بڑے ذمہ دار اور سنجیدہ لوگوں سے ہوتی ہے، وہ یہ نہیں جانتے کہ دین اور غیر دین میں حد فاصل اور امتیازی نشان کیا ہے؟ فلسفہ، سماجیات کا علم تہذیب وتمدن سوسائٹی اور انسانی معاشرہ یہ سب اپنی جگہ حقائق ہیں، ہم ان کا انکار نہیں کرتے، ان کا احترام کرتے ہیں اور اپنے ذمہ ان کے حقوق سمجھتے ہیں، خود مسلم ملت ایک معاشرہ، تہذیب وتمدن اور فکر ودانش کا ایک مستقل مدرسہ بھی ہے لیکن اس کی جو اصل حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک "دین" ہے اور اس دین کو دنیا میں پیش کرنے والے، اور اس کو بروئے کار لانے والے، اس کو ہماری زندگی میں داخل کرنے والے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اور یہ ان کی زبان اور ان کا طرز فکر نہیں، اس کا بنیادی چشمہ ان کے دماغ میں نہیں تھا بلکہ ان سے باہر اور ان سے بلند تھا اور وہ ان کے لیے اسی درجہ قابل احترام اور قابل اطاعت تھا جیسے ہمارے آپ کے لیے اور سارے امتیوں کے لیے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ؕ (سورۃ النجم - ۳ - ۴)

اور وہ خواہش نفس سے منہ سے بات نہیں نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے (اور ان کی طرف بھیجا جاتا ہے)

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ (سورۃ الشوریٰ ۵۲)

آپ نہیں جانتے تھے کہ لکھنا پڑھنا کیا ہوتا ہے، ہم نے اس کو ایک نور کی طرح آپ کے سینہ میں اتارا اور اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بیشک (اے محمدؐ) تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو۔

وحی نبوت کا فرق اساسی فرق ہے، ہمیں غیر مسلم بھائیوں اور غیر مسلم فضلاء سے زیادہ شکوہ نہیں کہ وہ وحی نبوت کے عہد سے اتنے دور ہو چکے ہیں کہ ان کے مفہوم سے بھی بہت سے حضرات ناآشنا ہیں، بعثت محمدی سے پہلے خود عربوں کا یہی حال تھا، اس میں نہ کسی ذہانت کا انکار ہے اور نہ کسی کی نیت پر حملہ ہے، ایک تاریخی یا نفسیاتی تجزیہ ہے کہ جو شخص نبوت اور وحی کی حقیقت سے واقف نہیں اور یہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا مرتبہ اور حق ہے اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ کس چیز کی متقاضی ہے، وہ مسلمانوں کے بارے میں مشورہ دینے یا فیصلہ کرنے کا اخلاقی یا قانونی طور پر مجاز نہیں۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ دین اسلام کے دائرہ کو سمجھ لیا جائے، اس بارے میں مذاہب میں خود اختلاف ہے اور اس میں درجوں کا فرق ہے، کئی مذاہب ایسے ہیں کہ وحی ونبوت سے ان کا آغاز ہونے کے باوجود انھوں نے مذہبی زندگی کو ایک خاص دائرہ میں محدود کر لیا ہے، مثلاً عبادات کے دائرہ میں، لیکن اسلام کا معاملہ یہ نہیں ہے، اسلام میں دین کا دائرہ پوری زندگی پر محیط ہے، یہ ایک اساسی حقیقت ہے جو عبد ومعبود کے تعلق کو سمجھے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتی، ہر مسلمان خدا کا فرماں بردار بندہ ہے اور اس کا تعلق خدا سے دائمی ہے، عمومی ہے، عمیق بھی ہے اور وسیع بھی ہے، محدود بھی ہے، جامع بھی، قرآن شریف میں ہے:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ البقرۃ - ۲۰۸)

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمھارا صریح دشمن ہے۔

میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان اگر مسلم پرسنل لا (شرعی، عائلی قانون) میں تبدیلی قبول کر لیں گے، تو آدھے مسلمان رہ جائیں گے، اس کے بعد خطرہ ہے کہ آدھے مسلمان بھی نہ رہیں، فلسفہ اخلاق، فلسفہ نفسیات اور فلسفہ مذاہب کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ مذہب کو اپنے مخصوص نظام معاشرت وتہذیب سے الگ نہیں کیا جا سکتا، دونوں کا ایسا فطری تعلق اور رابطہ ہے کہ معاشرت مذہب کے بغیر صحیح نہیں رہ سکتی اور مذہب معاشرت کے بغیر موثر ومحفوظ نہیں رہ سکتا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ مسجد میں مسلمان ہیں (اور مسجد میں کتنی دیر مسلمان رہتا ہے، اپنے سارے شوق عبادت کے باوجود؟) اور گھر میں مسلمان نہیں، اپنے معاملات میں مسلمان نہیں، اپنے عائلی وخاندانی روابط وتعلقات میں مسلمان نہیں، حقوق کی ادائیگی اور ترکہ کی تقسیم میں مسلمان نہیں، اس لیے ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت، نظام تمدن اور عائلی قانون مسلط کیا جائے، ہم اس کو دعوت ارتداد سمجھتے ہیں، اور ہم اس کا اس طرح مقابلہ کریں گے، جیسے دعوت ارتداد کا مقابلہ کرنا چاہیے اور یہ ہمارا شہری جمہوری اور دینی حق ہے اور ہندستان کا دستور اور جمہوری ملک کا آئین اور مفاد نہ صرف اسکی اجازت دیتا ہے بلکہ اسکی ہمت افزائی کرتا ہے کہ جمہوریت کی بقا اپنے حقوق کے تحفظ اور اظہار خیال کی آزادی اور ہر فرقہ اور اقلیت کے سکون واطمینان میں مضمر ہے۔

از:- حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رح

روشن مینار

حضورؐ کی ایک جنازہ سے واپسی پر دعوت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک عورت کا پیام کھانے کی درخواست لے کر پہنچا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدام سمیت تشریف لے گئے اور کھانا سامنے رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لقمہ چبا رہے ہیں نگلا نہیں جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بکری کا گوشت مالک کی بغیر اجازت لے لیا گیا ہے، اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ریوڑ میں بکری خریدنے آدمی بھیجا تھا وہاں ملی نہیں، پڑوسی نے بکری خریدی تھی میں نے اس کے پاس قیمت سے لینے کو بھیجا، وہ تو ملے نہیں ان کی بیوی نے بکری بھیج دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیدیوں کو کھلا دو۔

فائدہ:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علوشان کے مقابلہ میں ایک مشتبہ چیز کا گلے میں اٹک جانا کوئی ایسی اہم بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کو بھی اس قسم کے واقعات

پیش آجاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کی کھجور سے رات بھر جاگنا

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات جاگتے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے ازواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آج نیند نہیں آئی، ارشاد فرمایا کہ ایک کھجور پڑی ہوئی تھی میں نے اٹھا کر کھالی تھی کہ ضائع نہ ہو، اب مجھے یہ فکر ہے کہ وہ کہیں صدقہ کی نہ ہو۔ ف:- اقرب یہی ہے کہ وہ حضورؐ کی اپنی ہی ہوگی مگر چونکہ صدقہ کا مال بھی حضورؐ کے یہاں آتا تھا اس شبہ کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات بھر نیند نہ آئی کہ خدانخواستہ وہ صدقہ کی ہو اور اس صورت میں صدقہ کا مال آیا گیا ہو، یہ تو آقا کا حال ہے کہ محض شبہ پر رات بھر کروٹیں بدلیں اور نیند نہیں آئی اب غلاموں کا حال دیکھو کہ رشوت، سود، چوری، ڈاکہ ہر قسم کا ناجائز مال کس سرخ روئی سے کھاتے ہیں اور ناز سے اپنے کو غلامان محمد شمار کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صدقہ کے دودھ سے قے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا کہ اس کا مزہ کچھ عجیب سا نیا معلوم ہوا۔ جن صاحب نے پلایا تھا ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کیسا ہے کہاں سے آیا ہے، انھوں نے عرض کیا کہ فلاں جنگل میں صدقہ کے اونٹ چر رہے تھے کہ میں وہاں گیا، تو اُن لوگوں نے دودھ نکالا اس میں سے مجھے بھی دیا، حضرت عمرؓ نے منھ میں ہاتھ ڈالا اور سارے کا سارا قے فرما دیا۔

ف:- ان حضرات کو ہمیشہ اس کا فکر رہتا تھا کہ مشتبہ مال بھی بدن کا جزو نہ بنے چہ جائیکہ بالکل حرام جیسا کہ ہمارے اس زمانہ میں شائع ہو گیا۔

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے اسکائی لائن پرنٹرز لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان امین آباد لکھنؤ سے شائع کیا

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قائدانہ شان

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد حسن خاں مدظلہٗ

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمد چشم براہ ثنا نیست
محمد حامد حمد خدا بس — خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس

ہمارے آقا اور مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ محبوب کبریا صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی خصوصیات اور کمالات ومعجزات کی کچھ انتہا تو ہے نہیں البتہ ان کی بعض خصوصی صفات ہیں جن سے آپ نوازے گئے ہیں اور دوسرے انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بہ نسبت آپ ان صفات میں آپ امتیازی شان رکھتے ہیں، وہ آپ کی مجاہدانہ زندگی اور اعلا معیار کی فوجی قیادت اور جنگی امور کی مہارت کی شان بھی ہے، اس لیے آپ کے مبارک ناموں میں ایک نام "نبی الملاحم" بھی ہے یعنی جہاد اور لڑائیوں کا پیغبر۔

دنیا میں کسی پیغبر نے اتنی لڑائیاں نہیں لڑیں جتنی ہمارے آقا اور مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لڑ چکے ہیں، خداوند قدوس نے جب ہمارے پیغبرؐ کو بشیر ونذیر بنا کر عالم کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تو اس وقت آپ بالکل تن تنہا تھے، نہ کوئی آپ کا معین ومشیر اور نہ کوئی وزیر با مدبیر تھا۔ آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور توحید ورسالت اور عقیدۂ آخرت

اور نیک باتوں کی طرف لوگوں کو بلایا تو جن کی قسمت میں ہدایت تھی اور ان کی فطرت درست تھی..... وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے مسلمان اور آپ کے جانثار ہو گئے جو ہٹ دھرم اور ضدی تھے اور شقی ازلی تھے انھوں نے نہ صرف تکذیب کی بلکہ آپ کو اذیت اور تکلیف پہنچانے اور دعوت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے پر تل گئے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال سے زیادہ عرصہ صبر وتحمل اور عفو وکرم سے کام لیتے رہے۔ مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے کے بعد جہاد کرنے کا حکم نازل ہوا اور آپ نے اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لیے دشمنان اسلام سے جہاد شروع فرمایا۔ جہاد کی مثال ایک لاعلاج پھنسی پھوڑے کی ہے، جس کو کاٹ کر باقی اعضاء کے گلنے سڑنے سے بچا لیا جائے۔

چنانچہ آپ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری چند سال (تقریباً آٹھ سال) جہاد میں صرف کیے۔ خود بہ نفس نفیس آپ نے ستائیس جہادوں میں شرکت فرمائی جن کی قیادت آپ نے خود سنبھالی۔ اور کوئی ۸۰ مہموں پر صحابہ کرامؓ کو بھیجا جن کی رہنمائی اور ہدایت آپ ہی سے ملتی تھی۔ آپ کا پہلا جہاد غزوۂ ابواء ماہ صفر ۲ھ سے شروع ہو جاتا ہے اور آخری جہاد غزوۂ تبوک ماہ رجب ۹ھ پر ختم ہو جاتا ہے گویا ہر تین مہینے میں آپ کا ایک جہاد آ جاتا ہے اور ہر جہاد میں آپ کامران اور کامیاب ہو جاتے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے ساتھ خداوند قدوس کی غیبی امداد اور اعانت شامل حال رہتی اور بعض جہادوں میں ملائکہ بھی شریک ہوئے۔ مثلاً غزوۂ بدر، احد، حنین واحزاب میں مگر ظاہری طور پر آپ کی اعلا قیادت، فوجوں کی تربیت، حفاظتی تدابیر اور جنگی ضروریات میں آپ بے مثال رہے۔ اس زمانے کے حالات کے مناسب طریقے، آپ کو معلوم تھے، ان کی تحسین وستائش نہ صرف مسلمان بلکہ دنیا کے تمام فوجی جرنیل اور ماہر بھی کرتے ہیں بلکہ ایک طرح وہ مسلمانوں سے زیادہ حضور پاکؐ کی اعلا قیادت کے قائل ہیں کیونکہ حضور پاکؐ کے کچھ کارنامے ایسے ہیں کہ مسلمان تو اسے نصرت حق اور تائید ایزدی کا نمونہ سمجھتے ہیں اور کفار ان سب کو آپ کے کمال عقل کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ان کے لیے زیادہ باعث تعجب اور قابل صد تحسین وآفرین ہیں۔ چونکہ اسلام میں شوریٰ کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس لیے آپ بعض اہم معاملات اور جہاد کے سلسلے میں اپنے صحابہ کرامؓ

سے مشورہ کیا کرتے تھے جن میں سرفہرست حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ ہیں چنانچہ جنگ خندق میں حضرت سلمان فارسی رضؓ کی تجویز پر عمل ہوا۔

حضور پاک اور صحابہ کرام رضؓ کو بعض جہادوں میں تکلیف ضرور پہنچی، جو کہ خداوند قدوس کی طرف سے ایمان اور صبر و استقامت کے مظاہرہ کے لیے اس قسم کے امتحانات ہوتے رہتے ہیں مگر فتح و نصرت ان کے حق میں رہتی۔ آپ صرف احکامات جاری نہیں فرماتے بلکہ خود بھی کر کے دکھاتے۔ جہاد میں سخت موقعوں پر صحابہ رضؓ آپ کی پناہ میں آجاتے اور آپ سب سے آگے دشمنوں کے مقابلہ میں ہو جاتے۔

آپ کی حیات طیبہ کے دوران جملہ جنگوں میں دو طرفہ مقتولین کی تعداد ایک ہزار اٹھارہ تک بتائی جاتی ہے جن میں صرف ۲۵۹ مسلمان شہید ہوئے ہیں اور باقی ۷۵۹ کافر مارے گئے۔

آپ کی کامیابی اور اعلا قیادت کی شان اعجاز کو دیکھیے کہ فریقین کی صرف ۱۰۱۸ قربانیوں کے بعد آپ نے اس قدر اعلا اخلاقی، مادی و ملی فوائد حاصل کیے جو بحیثیت مجموعی آج تک دنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں کر سکا۔ دنیاوی اغراض کے لیے جنگوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد چھوڑیے ایک انگریز جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب "اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن" میں عیسائی مذہبی عدالت کے احکام سے ہلاکت یافتہ نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی ہے۔ اکیلی سلطنت اسپین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو قتل کیا تھا جن میں ۳۲ ہزار زندہ آگ میں جلائے گئے تھے۔ یہ صرف مذہب کے نام عیسائیوں کے ہاتھوں عیسائیوں کی ہلاکت ہے۔

حضور پاکؐ کے زمانے میں اتنی معمولی تعداد کے بدلے میں دس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا تھا اور ایک لاکھ ۴۲ ہزار کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور چونکہ کسی مرشد، پیغمبر، رہنما کے کمالات کی دلیل ان کے شاگردوں، اصحاب و متبعین کے کمالات بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ کی اعلا قیادت کا کرشمہ اور فیض آپ کے اصحاب کرام میں ظہور پذیر ہوا۔ اور آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضؓ دنیا کے مانے ہوئے جرنیل، قائد اور سپہ سالار گزرے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے فتنہ ارتداد اور جھوٹے نبیوں کا خاتمہ کر دیا اور آگے فتوحات کی بنیاد رکھ دی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانۂ خلافت میں تقریباً ۲۲ لاکھ مربع میل علاقہ اسلام کی حکومت میں داخل ہوا۔ حضرت عثمان ذو النورین نے بارہ سال حکومت کی اور ۱۲ لاکھ مربع میل کا علاقہ اسلام کے زیر نگیں ہوا جن میں افغانستان تک کا

علاقہ شامل ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت، بہادری اور اعلا قیادت تو ضرب المثل ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ کے زمانہ میں صوبہ سرحد فتح ہوا۔ پشاور ان کے زمانہ ہی میں ۵۴ھ میں حضرت سنان بن سلمہ بن المبحق نے فتح کیا اور اس کا پرانا نام بدھیا تبدیل ہو کر پشاور ہوا۔ حضرت سنان رضؓ اصحاب باباؒ کے نام سے مشہور ہیں، جو سٹی براہ ورسک میں پشاور کے قریب دفن ہیں۔ ان قائدین میں ابو عبیدہ رضؓ، خالد بن ولید رضؓ، عمرو بن العاص رضؓ، سعد بن ابی وقاص رضؓ وغیرہ مشہور ہیں۔ جس طرح حضور پاک کے کمالات کی کچھ انتہا نہیں اسی طرح آپ کے خلفاء راشدین رضؓ، آل رسولؐ اور جملہ صحابہ کرام رضؓ اپنے خصوصیات اور صفات میں امتیازی شان کے حامل رہے ہیں۔

ایک عام فاتح اور پیغمبر کا امتیاز اس سے آپ خود معلوم کر سکتے ہیں کہ میدان کارزار میں غزوۂ بدر کے موقع پر جنگ اور باہم نبرد آزما ہیں، مگر آپؐ کا سر مبارک سجدۂ نیاز میں ہے۔ آپ خود ہی قیادت فرما رہے ہیں اور چبوترے سے ہدایات دیتے رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ مشیر کی حیثیت سے ساتھ ہیں اور حضرت سعد بن معاذ رضؓ پہرہ دے رہے ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ شدت جنگ کے دوران تین بار خبر لینے کے لیے آئے ہیں اور ہر دفعہ دیکھتے ہیں کہ وہ مقدس پیشانی خاک پر ہے اور دعا مانگ رہے ہیں اور آخر میں دفعتہً حملہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے مٹھی بھر خاک اٹھاتے ہیں اور دشمن کی طرف پھینک دیتے ہیں اور ایک دم کفار کا بادل پھٹ کر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔

حنین کے موقع پر دشمن نے دفعتاً اس زور سے حملہ کیا کہ تمام مسلمان فوج میں افراتفری پھیل گئی لیکن مرکز حق اپنی جگہ پر قائم ہیں اور پر جلال آواز میں کہتا ہے۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب (میں پیغمبر ہوں، جھوٹا نہیں ہوں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔)

خالص اس وقت جب فوجیں آمنے سامنے ہیں اور حملے کا خطرہ ہے۔ نماز کا وقت آ جاتا ہے تو نماز کی صفیں قائم ہو جاتی ہیں اور قائد اعلیٰ، سپہ سالار، امام بن کر نماز پڑھاتا ہے۔

تعلیم و تربیت، دعوت و ارشاد اور تہذیب و تزکیہ کا کام ہر وقت جاری رکھے ہوئے ہیں۔

فصلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

فتح مکہ

ماہر القادری

ہجرتِ نبوی کے آٹھویں سال کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے اتنے میں ایک شخص انتہائی درد انگیز لہجہ میں فریاد کرنے لگا "اے خدا میں محمد کو وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو ہمارے ان کے قدیم قبیلہ میں ہوا ہے اے خدا کے رسولؐ ہماری مدد کر اور خدا کے بندوں کو بلا۔" حضورؐ نے استفسار حال فرمایا تو معلوم ہوا کہ قریش کے ایما بلکہ ان کی مدد سے بنو بکر نے بنو خزاعہ کا حدود حرم میں خون بہایا اور معاہدہ شکنی کی۔ صلح حدیبیہ کے شرائط کی بنیاد پر بنو خزاعہ اور مسلمان ایک دوسرے کے حلیف ہو گئے تھے۔ یہی مسلمانوں کے حلیف (خزاعہ) بھیڑ بکری کی طرح حدود حرم میں ذبح کر دیے گئے۔

عمرو بن سالم اپنے قبیلہ کی طرف سے فریاد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے اس سلسلہ میں تمام واقعات اور مکمل تفصیل سن کر حضورؐ بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اور قریش کے پاس تین شرطیں لے کر قاصد کو روانہ فرمایا۔ پہلی شرط یہ تھی کہ خزاعہ کے مقتول کا خون بہا دیا جائے دوسری شرط یہ تھی کہ قریش بنو بکر کی حمایت سے ہاتھ اٹھالیں اور آخری شرط یہ تھی کہ اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا۔

قریش کے نمائندے نے قاصد رسول سے کہا کہ پہلی دو شرطیں تو ہمیں قبول نہیں۔ البتہ ہم کو

تیسری شرط قبول ہے جب قاصد مدینہ چلا گیا تو قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ہم نے جواب دینے میں عجلت اور شدت سے کام لیا۔ ابوسفیان کو انھوں نے مدینہ بھیجا اور ابوسفیان نے حدیبیہ کے صلح نامہ کی تجدید کی کوشش بھی کی مگر اب معاملہ صلح کی حد سے گزر گیا تھا۔ کفار قریش کی مسلسل بدعہدیاں سازشیں اور اسلام دشمنی کسی مصالحت اور سمجھوتے کی مستحق نہ تھی ابوسفیان کی سفارت ناکام رہی تاریخ اپنا ورق الٹ چکی تھی اور باطل کو آپ ہی آپ پسینے آرہے تھے۔

حضورؐ نے مکہ کی طرف کوچ کا اعلان فرما دیا چند دن میں کوچ کی تیاریاں مکمل ہو گئیں یہاں تک کہ رمضان کی دس تاریخ ۸ھ کو حضورؐ دس ہزار فدائی اور عقیدت مند صحابہ کرامؓ کو ہمراہ لے کر مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہو گئے منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا یہ مقدس لشکر مکہ کے حدود میں داخل ہوا حضورؐ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوسفیان کو تلوار کوہ پر لے جاکر کھڑا کر دو تاکہ وہ اپنی آنکھ سے اللہ کی فوج کے جلال و سطوت کا مشاہدہ کر لے سب سے پہلے قبائل عرب کی فوجوں نے پیش قدمی کی۔ قبیلۂ غفار کا علم سب سے آگے لہرا رہا تھا پھر دوسرے قبیلوں کے جانباز سپاہی ہتھیاروں سے سجے ہوئے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

ابوسفیان اس منظر کو دیکھ کر سہم سہم جاتا۔ تکبیروں کے پرجوش نعروں نے اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے کر دیئے یا تو وہ زمانہ تھا کہ مکہ کی سرزمین مسلمانوں کے لیے یکسر تنگ ہو گئی تھی اور خدا کے پرستار انتہائی مظلومیت اور بے کسی کی زندگی بسر کر رہے تھے، یہاں تک خود آقائے نامدار جناب عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑ دینا پڑا اور آج مکہ کی فضا میں اسلام کے پرچم لہرا رہے تھے۔ مظلومیت فتح اور غلبہ سے بدل گئی تھی، کفر چھپنے کے لیے پناہ ڈھونڈ رہا تھا اور باطل کی سطوت سر بہ گریباں بلکہ خاک بسر تھی۔ تمام قبیلوں کے دستوں کے بعد انصار کی باری آئی، تلواریں نیزے ترکش اور زرہیں علم اور سب سے بڑھ کر ان سب کا جوش مسرت حسن خلوص اور جذبۂ عقیدت۔ قریش اس عقیدت کو دیکھ کر کانپ گئے یہ انصار تھے، رسول اور صحابہ کے مددگار جنھوں نے مہاجرین کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ اسلام کی حمایت میں جو سدا سینہ سپر رہے۔ وہ مقدس جنگوں میں جن کی شجاعت اور جوش جہاد

کے افسانوں سے تاریخ جہاد یعنی تاریخ اسلام کے اوراق ہمیشہ مزین رہیں گے یہی مکمل ثبوت ہوگا۔

قبیلوں کے تمام دستے ایک ایک کرکے گزر چکے تو سب سے آخر میں خود محمد مکی و مدنی العربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری باد بہاری مکہ کی گلی کوچوں کو مہکاتی ہوئی اور خاک کے ذروں کو مہ و مہر بناتی ہوئی نظر آئی۔ حضرت زبیر بن العوام کے ہاتھ میں علم نبوی تھا اور حضورؐ نے فرط تواضع اور جذبۂ تشکر سے سر مبارک کو جھکا لیا تھا کہ جبین مبارک کجاوے سے لگ گئی تھی۔

جس وقت انصار کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تھا تو حضرت سعد بن عبادہ جیش انصار کے علمبردار تھے ان کے منہ سے جوش کی حالت میں نکل گیا تھا کہ: "آج گھمسان کا دن ہے آج کعبہ حلال کر دیا جائے گا۔" اس جملہ کو جس قریشی نے سنا لرز گیا۔ ابوسفیان نے حضور کو جب دیکھا تو ڈرتے ڈرتے شکایت کے لہجہ میں پکارا "آپ نے سنا، عبادہ کے بیٹے سعدؓ انصار کے علمبردار نے کیا کہا۔" حضورؐ نے فرمایا کہ سعد نے ٹھیک نہیں کہا، آج تو کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔

اس ارشاد کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جیش انصار کا علم سعد بن عبادہ سے لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا جائے۔ بام حرم پر معصوم کبوتر مسرت سے رقص کر رہے تھے کہ آج کعبہ کے پاک ہونے کا دن تھا۔ ہجرت سے لے کر آج تک ارض حرم کا ذرہ ذرہ دل گیر تھا۔ مگر اب ان کے دن پھر گئے تھے، بے جان ذروں کے منھ میں زبان آگئی تھی اور گویائی بھی! زبان حال سے عرض کر رہے تھے۔

حضور صلعم جب سے آپ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں ہم پر مسرت کی ایک سحر بھی طلوع نہیں ہوئی۔ ہم اسی دن سے سرکار کی راہ دیکھ رہے ہیں، ہم پر کیسے کیسے سخت وقت گزرتے ہیں اور کیسی کیسی بھیانک خبریں ہم تک پہنچی ہیں۔ کبھی یہ کہ احد کی جنگ میں محمد ابن عبداللہ شہید کر دیے گئے، کبھی یہ کہ یہود مدینہ نے و منافقین نے صحابہ کو تہ تیغ کر کے تباہی مچا دی اور کسی دن یہ بھی سن لینا کہ عبدالمطلب کے گھر کا چراغ بھی گل ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جنگ کرنے کے لیے جب کفار قریش گزرے ہیں تو ان کے جوش و خروش کے مناظر دیکھ دیکھ کر ہم سہمے جاتے تھے اور اللہ سے دعا کرتے تھے کہ بار الٰہا!

تو اپنے نبیؐ اور انسانیت کے غم خوار نبیؐ کی مدد فرمانا۔ اللہ نے ہم ناچیز ذروں کی سُن لی۔ حضور تشریف لے آئے قریش کے فخر و غرور کے جھنڈے آپ ہی آپ سرنگوں ہو گئے۔

قریش مسلمانوں کی فوج دیکھ کر سراسیمہ اور بدحواس ہو گئے، مقابلہ کرنے کی کسی میں ہمت نہ تھی، ان کے بازوئے شجاعت آج شل ہو گئے، تلواروں کے جوہر آپ ہی آپ دھندلے ہوئے جا رہے تھے اور جرأتیں جواب دے رہی تھیں اور عرب کی آبائی غیرت پر اداسی سی پڑ گئی تھی۔ مگر اس حالت میں بھی قریش کی ایک ٹولی سے ضبط نہ ہو سکا، اس نے حملہ کیا اور کرز بن جابر فہری اور حبس بن اشعر دو صحابیوں کو شہید کر دیا۔ حضرت خالد تلوار چلانا نہیں چاہتے تھے وہ دیکھ چکے تھے کہ سعد بن عبادہ کے یہ الفاظ کہ "آج گھمسان کا دن ہے آج کعبہ حلال کر دیا جائے گا۔" رسول اللہ کو پسند نہیں آئے۔ مگر جب کہ دوسری طرف تلواریں اپنا کام کر رہی تھیں طرح دے کر خاموش بیٹھے رہنا اور معرکہ جدال و قتال سے صرف نظر کرنا کسی طرح مناسب نہیں تھا۔ خالد نے بھی تلوار کا جواب تلوار سے دیا۔ یہاں تک کہ کفار میدان سے بھاگ نکلے ان کے تیرہ آدمی کام آئے اور مقتولوں کی لاشیں بھی چھوڑ گئے۔

خالد کے تیور عتاب آلودہ تھے، ننگی تلوار پر کافروں کے لہو کا غازہ ملا تھا۔ حضورؐ نے خالد سے باز پرس فرمائی۔ خالد اور بقیہ دوسرے صحابی نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ جنگ کی ابتدا کفار قریش نے کی تھی، چھیڑ چھاڑ انھیں کی طرف سے ہوئی۔ حملہ آور وہی لوگ تھے۔ مسلمانوں کو بدرجہ مجبوری مدافعت کے لیے تلوار اٹھانی پڑی۔ مسلمان خاموش رہتے تو خود ارض حرم میں بدر و احد کی تاریخ دہرائی جاتی۔ اس اطلاع کے بعد زبان نبوت سے ارشاد ہوا کہ "حکم الٰہی یہی تھا"۔ مکہ میں مقام خیف کو حضور کی قیام گاہ کا شرف حاصل ہوا۔ خیف، بنو ہاشم کی اس مظلومیت اور بے کسی کی تاریخ اپنے سینہ میں چھپائے ہوئے تھا۔ اب سے چند سال پہلے جب کفار قریش نے بنو ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا اور یہ خاندان خود رسول اللہ کی ذات گرامی سمیت جہاں محصور رہا تھا یہی وہ مقام تھا کل کا محصور اور قیدی آج کا فاتح تھا۔ جنھوں نے اسے قید کیا تھا اور محصور بنا رکھا تھا آج وہ اس کی چشم کرم کے محتاج تھے۔ زمانہ کروٹ بدل چکا تھا۔ عرب کی تاریخ دوسرے انداز پر لکھی جا رہی تھی اور کفار قریش کی غفلت

کے ستارے اب ٹمٹمارہے تھے، حق بہت دن تک مظلوم نہیں رہ سکتا، ظلم کی ناؤ سدا ایک ہی رخ پر نہیں بہہ سکتی۔ باطل پرستوں کو ایک مقررہ زمانہ تک ڈھیل دی جاتی ہے، جب پاپ کا گھڑا ابھر چکتا ہے تو ایک ہلکی سی موج اسے ڈبونے کے لیے بہت کافی ہوتی ہے، سدا سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ اللہ کے قانون کی سنت ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ حرم کے در و دیوار نے خوش آمدید کہا۔ "سلام اے مکہ و طائف کے نبیٔ مظلوم سلامؐ" "درود اے احد و بدر کے زخمی درودؐ" بھوکا رہ کر اوروں کو کھلانے والے سخی آپ کو اہلاً و سہلاً" خندق کے مقدس مزدور خوش آمدید انسانیت کے سب سے بڑے غم خوار" صلوٰۃ و سلامؐ بے کسی کی حالت میں مکہ سے ہجرت کرنے والے مسافر" آداب کورنش" وہ کعبہ جس کی بنیادیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں نے اٹھائی تھیں اور جو صرف خدائے واحد و یکتا کی پرستش کو سارے جہاں میں عام کیا۔ نادان اور جاہل قریش نے اسے بت خانہ بنا رکھا تھا جگہ جگہ پتھر اور لکڑی کے بت نصب تھے اور دیواروں پر تصویریں بنی تھیں، حضورؐ نے کعبہ میں داخل ہو کر چھڑی سے ایک ایک بت پر یہ آیت پڑھتے ہوئے ضرب لگائی۔ "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔" (حق گیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے کا نام ہے)۔ * *

بقیہ صلا سے آگے۔

اسلام ۱۹۵۰ء میں ترکی فوجوں کے ذریعہ آیا جو اقوام متحدہ کی فوج کے ایک حصہ کے طور پر یہاں موجود تھی۔ ڈاکٹر ابوبکر نے بتایا کہ کوریا میں مسلمانوں کی آبادی دس گنا زیادہ ہو گئی ہے اس وقت وہاں مسلمانوں کی تعداد بتیس ہزار ہے یہاں سب سے پہلی مسجد ۱۹۷۶ میں بنی تھی اب ملک میں آٹھ مسجدیں پائی جاتی ہیں انھوں نے بتایا کہ دس سال کے اندر گیارہ ہزار کوریائی باشندوں نے اسلام قبول کیا ہے اس وقت تقریباً بیس لاکھ کوریائی باشندے مشرق وسطیٰ میں کام کر رہے ہیں ان میں سے کچھ لوگوں نے دوران ملازمت اسلام قبول کیا۔

نعت شریف

طفیل احمد مدنی

از عرش تا زمین فضا زرنگار ہے
کون و مکاں میں نور نبیؐ جلوہ بار ہے

طیبہ میں دست حق کا جو وہ شاہکار ہے
دنیا میں رحمتوں کا وہی آبشار ہے

لیجاتا ہے جو کھینچ کے طیبہ کشاں کشاں
عشق نبیؐ وہ جذبہ بے اختیار ہے

معراج ہو مسائل دنیا ہوں یا کچھ اور
ہر قول مصطفیٰ سند اعتبار ہے

لگتا ہے جیسے گنبد خضرا کے سامنے
ٹھہری ہوئی سی گردش لیل و نہار ہے

ہر چیز چوم لینے کے قابل تو ہے یہاں
اے دل مگر ادب یہ نبیؐ کا دیار ہے

نام آتے ہی حضورؐ کا پڑھ لیتے ہیں درود
ہم پر یہ خاص رحمت پروردگار ہے

عالم ہے نفسی نفسی کا محشر ہے یہ یہاں
ہر سمت بس ہمارے نبیؐ کی پکار ہے

اللہ جس کو خود کہے یا ایھا النبیؐ
نسبت ہی اس سے باعث صد افتخار ہے

وقت دعا ہے ملت بیضا کے ناخدا
امت تری اذیت و غم کی شکار ہے

حاصل ہے ان سبھی کی توجہ بہ فضل رب
مجھ پر نگاہ پنجتن و چار یار ہے

صد شکر اس نبیؐ کا ہوں میں امتی طفیل
مداح جس کا خود مرا پروردگار ہے

مولانا اعجاز احمد صاحب

نمونے کے انسان

گداگروں سے بھی برتاؤ

مولانا محمد تقی عثمانی صاحبزادۂ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

بازار میں جو بھکاری عام طور سے مانگتے پھرتے ہیں ان کے ساتھ والد صاحب کا عجیب طرز عمل تھا۔ عام طور پر جو سائل آتا آپ اسے کچھ نہ کچھ دے دیتے تھے۔ ایک بار احقر موٹر میں آپ کے ساتھ تھا کسی جگہ گاڑی رکی، اور ایک سائل آ دھمکا۔ آپ نے اپنی جیب سے کچھ نکال کر اسے دے دیا۔ احقر نے پوچھا اباجی! اس قسم کے سائل عام طور سے مستحق تو ہوتے نہیں، ان کو دینا چاہیئے یا نہیں؟ اس کا جو عجیب وغریب جواب آپ نے دیا وہ آج تک لوح دل پر نقش ہے، فرمایا "ہاں میاں! بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ سوچو کہ اگر ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے استحقاق ہی کی بنیاد پر ملنے لگے تو ہمارا کیا بنے گا؟

حضرت کے اس جواب سے واقعتاً رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اندازہ ہوا کہ اللہ والوں کی نگاہ کہاں تک پہنچتی ہے مگر ساتھ ہی یہ شبہ رہا کہ جس شخص کے لیے سوال کرنا حلال نہیں فقہاء کرام نے اسے دینے سے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ کچھ وقفہ کے بعد احقر نے فقہا کے اس قول کے حوالے سے دوبارہ مسئلہ

پوچھا تو اس پر فرمایا کہ "جس شخص کے بارے میں یقین سے معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ اس کے لیے سوال کرنا حلال نہیں ہے، یہ حکم اس کے لیے ہے کہ اسے نہ دیا جائے اور یہ حکم بھی اس لیے نہیں کہ وہ مستحق نہیں ہے بلکہ اس لیے کہ اس کی عادت خراب ہوگی لیکن سڑک پر جو اجنبی سائل آجاتے ہیں ان کے بارے میں یقین سے یہ بات کہاں معلوم ہوتی ہے اور محض بدگمانی کی بنا پر کسی سائل کو رد کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ ہاں جس جگہ معلوم ہو کہ دھوکہ کر رہا ہے اور اس کے لیے مانگنا جائز نہیں ہے تو وہاں بے شک نہیں دینا چاہیئے"۔ حضرت والا کے اس جواب سے ایک بہت بڑی الجھن رفع ہو گئی اور راہ عمل واضح ہو گئی۔ (البلاغ، مفتی اعظم نمبر)

بندر بانٹ

حضرت میاں جی مولانا اصغر حسین صاحبؒ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کا مکان مدرسہ سے کافی فاصلہ پر تھا، شہر سے باہر جنگل کے راستے سے مدرسہ تشریف لایا کرتے تھے، ایک روز مدرسہ تشریف لائے تو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کو مخاطب کر کے فرمانے لگے، میاں آج ہم ایک تماشہ دیکھ کر آئے ہیں، مفتی صاحب ہمہ تن گوش ہو گئے، میاں جی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ محلہ کوٹلہ سے باہر جنگل میں چند چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بیٹھی ہوئی آپس میں لڑ رہی تھیں، ایک دوسرے کو مار رہی تھیں ہم قریب پہنچے تو معلوم ہوا یہ سب مل کر جنگل سے گوبر چن کر لاتی ہیں اور ایک جگہ ڈھیر کر دیا ہے، اب اس کی تقسیم کا مسئلہ زیر نزع ہے، حصوں کی کمی بیشی پر لڑنے مرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ اوّل نظر میں ہنسی آئی کہ یہ کیسی گندی اور ناپاک چیز پر لڑ رہی ہیں، ہم ان کی کم عقلی اور بچکانہ ذہنیت پر ہنستے ہوئے ان کی لڑائی بند کرانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ قدرت نے دل میں ڈالا کہ ان کی بیوقوفی پر ہنسنے والے، جو لوگ دنیا کے مال و دولت پر اور جاہ و منصب پر لڑتے ہیں اگر چشم حقیقت بیں نصیب ہو تو یقین آجا دے کہ ان عقلاء زمان اور حکماء وقت کی سب لڑائیاں ان بچیوں کی جنگ سے کچھ زیادہ ممتاز نہیں ہیں۔ فنا ہو جانے والی اور چند روز میں قبضہ سے نکل جانے والی یہ سب چیزیں بھی آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں گوبر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں، حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کے لیے ارشاد فرمایا ہے:

"دنیا ایک مردار ہے اور اس پر جھپٹنے والے کتے ہیں"۔ **

اولاد کی تعلیم و تربیت

● —— عبد الوہاب خلجی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کے اولاد ہو اس کو چاہیئے کہ بچہ کا بہتر سے بہتر نام رکھے اور اس کی بہترین تعلیم و تربیت کا انتظام کرے اور جب وہ بالغ ہو جائے اس کی شادی کا انتظام کرے اگر اس نے جلد شادی نہیں کی اور وہ کوئی گناہ کر بیٹھا تو اس کی باز پرس اس کے باپ سے ہوگی۔

تشریح: اولاد کیا ہے؟ انسانی نسل کی بقا اور مستقبل کی آبرو کا نام ہے۔ اس دنیا میں یہی وہ قیمتی لعل ہے جس کی صحیح تربیت اور عمدہ پرورش مقصود ہے اور ہمیشہ سے انسانوں کی توجہ و کوشش کا اولین مصرف رہی ہے کیونکہ دنیا کے مستقبل کی آبرو، اس کی اصلاح اور فساد کا دارومدار انہی پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دلائی ہے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ جسے اولاد کی نعمت سے نوازے اس کو چاہیئے کہ اس کا بہترین نام رکھے، کیونکہ نام کا اثر نام والے کی ذات پر بھی پڑتا ہے اس لیے اسلام میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ باپ اپنی اولاد کے لیے ایسے نام کا انتخاب کرے جس سے خدا اور بندہ عابد اور معبود کی اعلیٰ سے اعلیٰ صفتوں کا اظہار ہوتا ہو اور مسمّیٰ (نام والے) کی ذات پر اچھے اثرات پڑتے ہوں۔ اگر خدانخواستہ کسی نے ایسا نام چنا جس سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا یا توحید کے

مزاج کے خلاف ہو تو اسلام ایسے نام کو برداشت نہیں کرتا، ایسے غیر اسلامی نام کو فوراً بدل دینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غیر اسلامی اور ناپسندیدہ ناموں کی تبدیلی کی بہت سی نظیریں پائی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برے نام بدل دیتے تھے (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن خدا کے یہاں سب سے برا نام والا وہ شخص ہے جس کا نام شاہنشاہ ہو۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپاک وہ شخص ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ ہو۔ (کیونکہ) خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جُویریہ کا نام بَرّہ (نیک) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہؓ رکھ دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی تھی لوگ اسے عاصیہ کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔ عبدالحمید بن جبیر بن شعیبہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھا تھا انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے دادا "حزن" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے، انھوں نے کہا میرا نام "حزن" ہے (یعنی سختی کے ہیں) آپ نے فرمایا (یہ نہیں) بلکہ تمھارا نام "سہیل" (یعنی نرمی) ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میرا نام جو میرے والد نے رکھ دیا ہے اب میں اسے بدل نہیں سکتا (یہ سن کر آپ خاموش رہے) ابن مسیب فرماتے ہیں کہ پھر اس نام کی نحوست کی وجہ سے ہمیشہ ہمارے خاندان میں غمگینی اور سختی رہی۔ (بخاری) حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا نام برّہ (نیک بخت) رکھا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے نفسوں کی تعریف نہ کیا کرو، اللہ خوب جانتا ہے کہ نیکوکار کون ہے اس کا نام زینب رکھو۔ (مسلم) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اپنے بچے کا نام "یسار" اور نہ "رباح"، نہ "نجیح" نہ "افلح" رکھو کیونکہ اگر تو پوچھے گا اس جگہ وہ ہے اور وہ نہ ہوگا جواب دینے والا کہے گا نہیں۔ (مسلم)

حضرت شریح بن حانی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ وہ لوگ انھیں "ابوالحاکم" کے نام سے پکارتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلا کر پوچھا حکم کرنے والا تو خدا ہی ہے اور اسی کی طرف حکم (منسوب) ہے پھر تمھاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟ انھوں نے کہا میری قوم کے لوگ جس کسی بات میں جھگڑتے ہیں تو میرے پاس آتے ہیں میں ان کا تصفیہ کرتا ہوں تو میرے حکم سے دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (فیصلہ کرنا) بہت اچھا ہے۔ اچھا تمھاری اولاد کے نام کیا کیا ہیں؟ وہ بولے میرے (بیٹے) شریح اور مسلم اور عبداللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا ان میں سے بڑا کون ہے؟ ہانی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ سب سے بڑا شریح ہے۔ آپ نے فرمایا تو بس تم ابوشریح ہو۔ (ابوداؤد) الغرض اسلام میں ایسے نام جو توحید کے منافی ہوں یا جن سے اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف کا اظہار نہ ہوتا ہو غلط اور غیر مسنون ہیں۔

اسلام میں نام کا معیار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمھیں تمھارے باپ کے نام سے پکارا جائے گا، لہٰذا تم اپنے اچھے نام رکھا کرو۔ حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ انبیاء کے نام پر اپنے نام رکھا کرو اور اللہ کے نزدیک سب ناموں میں اچھے نام عبداللہ، عبدالرحمان ہیں اور سب سے سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرّہ ہیں (جن کے معنی لڑائی اور تلخی کے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمان نام سب سے زیادہ پسند ہیں۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ عبدالرحیم، عبدالصمد، عبدالملک اور اس جیسے دوسرے نام بھی یہی حکم رکھتے ہیں۔ سراجیہ میں ہے کہ علی، کبیر، رشید، بدیع وغیرہ نام رکھنے جائز اور درست ہیں کیونکہ یہ الفاظ مشترک ہیں۔ جب یہ انسانوں پر بولے جائیں تو اس سے مراد وہ معنی نہیں ہوتے جو اللہ پر بولنے کے وقت ہوتے ہیں۔ اصلاً جو بات اس میں سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو الفاظ بطور صفات بولے جاتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ قسم ہے جو خصوصیت سے اس مرتبہ

کے نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور پر نہ بولے جا سکیں اور دوسری قسم وہ ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔ پھر اس خصوصیت میں بھی فرق ہے۔ وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی، جیسے حیّ، جمیل، حکیم، علی، سلام وغیرہ۔ ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے اس میں دیکھا جائے گا کہ استعمال کے قرینے یہ بتائیں گے یہاں مراد اللہ کی ذات ہے یا کوئی شخص۔ تہذیب التہذیب میں بھی اس کی ایک مثال موجود ہے۔ جمیل اللہ تعالیٰ کا پیارا نام ہے اور لاکھوں مسلمان بھی یہ نام رکھتے ہیں اور "علی" اللہ کا نام ہے اور کون نہیں جانتا کہ یہی نام حضرت علیؓ کا بھی ہے اور ہزاروں مسلمان اب بھی یہ نام رکھتے ہیں "سلام" اللہ کا نام ہے لیکن "ابوسلام" نام رکھنا منع نہیں ہے۔ یہ الفاظ ایسے ہیں کہ جن کا استعمال اللہ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ نام رکھنا اور کنیت رکھنا جائز ہے اعلیٰ یا علی بھی منجملہ انھیں الفاظ کے ہیں۔

بہترین نام رکھنے کی ہدایت دینے کے بعد ارشاد ہوا کہ ان کو بہتر سے بہتر تعلیم دو کیونکہ بچے صاف اور سفید کاغذ کی طرح ہوتے ہیں ان میں وہی نقش و نگار ابھریں گے جو والدین ان میں ابھارنے اور بھرنے کی کوشش کریں گے۔

گزارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا محبوب رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں منی آرڈر کوپن پر صاف صاف خوشخط اپنا پتہ لکھیں۔ اگر جدید خریدار ہوں تو اس کی صراحت ضرور کر دیں جواب طلب امور کے لئے جوابی خطوط ارسال۔ شکریہ۔ مینجر

میدان جہاد سے

عبدالحمید عباسی

گوریلا جنگ

افغان مجاہدین نے روس جیسی مادی اعتبار سے مضبوط طاقت سے ٹکر لے کر تاریخ میں وہ مقام پیدا کر دیا کہ کوئی مورخ اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان غیور مسلمانوں نے سوئی ہوئی مسلم قوم کو صدیوں پرانا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ اور اپنے آپ کو سپر پاور کہلانے والی طاقت روس کو وہ سبق سکھایا کہ وہ آئندہ کئی صدیوں تک کسی اسلامی ریاست پر قبضہ تو در کنار قبضے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ اسے مجبور ہو کر دوسری اسلامی ریاستیں جن پر وہ قبضہ جمائے بیٹھا ہے انھیں بھی انشاء اللہ چھوڑنا پڑے گا۔ یہ سب اس لیے کہ افغان مجاہدین نے آج کے اس دور میں جو کردار افغانستان میں ادا کیا۔ دشمن کیا مسلمان بھی اس کو ناممکن سمجھ رہے تھے لیکن الحمد للہ افغان مجاہدین نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان جب بھی بیدار ہوتا ہے تو وہ ماضی کی تمام تاریخوں کو دہرا دیتا ہے۔ ان نڈر اور بہادر مسلمانوں نے باوجود مٹھی بھر ہونے کے قوت ایمانی کے ذریعے روس کو ایسی شکست دی کہ اسے خود بھی تسلیم کرنا پڑا کہ افغانستان فوج بھیج کر اس نے ایک بہت بڑی غلطی کی۔ اس لیے کہ روسی فوج کو افغانستان میں داخل ہوئے نو سال پورے ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں روس کا کتنا نقصان ہوا، کتنی فوج ماری گئی، ترقی کے اعتبار سے روس کتنا پیچھے چلا گیا یہ کسی سے مخفی نہیں۔

اس کے مقابلے میں روس نے کیا حاصل کیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے کہ نو سال گزرنے کے بعد آج افغانستان کا نوے فی صد علاقہ الحمد للہ مجاہدین کے قبضہ میں ہے اور صرف دس فی صد علاقہ روس اور افغان کمیونسٹ حکومت کے قبضہ میں ہے جہاں وہ اپنی چھاؤنیاں بنا کر ان میں بند ہیں شاید یہاں پر بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ جب نوے فی صد علاقہ مجاہدین کے قبضہ میں ہے تو افغان مہاجرین اپنے گھروں کو واپس کیوں نہیں جاتے۔ وہ پاکستان اور دوسرے ممالک میں کیوں پڑے ہوئے ہیں تو ان کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ یہ بات تو مسلّم ہے کہ نوے فی صد علاقہ افغان مجاہدین کے قبضہ میں ہے اور مجاہدین اس میں آزادی سے گھومتے پھرتے ہیں جبکہ روسی اور کمیونسٹ فوج اپنی چھاؤنیوں میں محصور ہے چھاؤنیوں سے باہر نہیں نکل سکتی۔ رہی یہ بات کہ پھر مہاجرین اپنے گھروں کو واپس کیوں نہیں جاتے تو راقم کی معلومات کی حد تک اس کی دو وجہ ہیں۔ اول یہ کہ روسی طیارے شہری اور دیہی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کرتے ہیں جس سے مجاہدین تو کسی نہ کسی حد تک اپنی حفاظت کر لیتے ہیں لیکن معصوم بچے عورتیں اور بوڑھے جو جہاد نہیں کر سکتے، ان کے لیے اپنا تحفظ ناممکن ہے اور ظاہر ہے ایسی حالت میں ان کے لیے صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ہجرت۔ ایسے علاقے مجاہدین کے قبضہ میں اس لیے ہیں کہ مجاہدین ان میں آسانی سے گھوم پھر سکتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مادی اعتبار سے معمولی طاقت جب کسی بڑی طاقت سے ٹکر لیتی ہے تو وہ صرف گوریلا جنگ لڑتی ہے۔ گوریلا جنگ یہ ہوتی ہے کہ دشمن کو ستایا جائے اور اس کا اتنا نقصان کیا جائے کہ وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ گوریلا جنگ میں کسی علاقے پر قبضہ کر کے اسے آباد نہیں کیا جاتا بلکہ جا کر دشمن کا نقصان کیا جاتا ہے۔ کوئی پوسٹ یا چھاؤنی تباہ کی اور فوراً واپس اپنے مورچوں میں آ گئے۔ اس وقت افغانستان میں بھی گوریلا جنگ لڑی جا رہی ہے اور ظاہر ہے ایسے حالات میں مہاجرین کی واپسی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایسے سوالات ذہنوں میں نہیں آنے چاہئیں۔ اب آپ مجاہدین کی تازہ ترین سرگرمیاں ملاحظہ فرمائیں۔

حرکۃ الجہاد الاسلامی (عالمی) کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبدالصمد سیال صاحب محاذ پر پہنچ چکے ہیں۔ ان کے پہنچتے ہی حرکۃ الجہاد الاسلامی (عالمی) کے مجاہدین نے اپنی سرگرمیاں

خزینۃ الکتب ندوۃ العلماء

تیز کردی ہیں اور شب وروز دشمن کو ستانے اور ایسے جانی و مالی نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں۔ مورخہ ۲۴ر اپریل کو حرکۃ الجہاد الاسلامی کے مجاہدین کے ایک دستہ نے حرکۃ الجہاد الاسلامی کے مرکزی کمانڈر حضرت مولانا زبیر احمد خالد کی کمان میں دشمن پر مارٹر توپ سے حملہ کیا۔ مجاہدین نے اس موقع پر ۱۰ گولے پھینکے جس سے دشمن کا کافی مقدار میں جانی و مالی نقصان ہوا۔ اس کے بدلے میں دشمن نے درجنوں ٹینک کے گولے پھینکے جن میں سے ایک گولہ مرکز کے قریب واقع مسجد کے صحن میں آگرا جہاں مجاہدین بیٹھے اسلحہ کی تعلیم میں مصروف تھے گولے کا ایک ٹکڑا حرکۃ الجہاد الاسلامی کے جواں سال کارکن نادر خان کو آ لگا جو تقریباً آدھ گھنٹہ شہید اور غازی کی کشمکش کے بعد شہادت سے سرفراز ہوا۔ شہید کی عمر ۱۵ برس تھی۔ مورخہ ۲۶ر اپریل کو حرکۃ کے مجاہدین کا ایک دستہ حرکۃ الجہاد الاسلامی کے مرکزی کمانڈر کی کمان میں ارگون کے میدان میں واقع ارگون چھاؤنی کی حفاظت کے لیے بنائی گئی ایک پوسٹ کو تباہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ دستہ کے امیر حرکۃ الجہاد الاسلامی کراچی شہر کے امیر حضرت مولانا سعاد اللہ صاحب تھے۔ پوسٹ کے قریب میدانی علاقے میں بنے ہوئے مورچوں میں پہنچ کر مجاہدین نے مارٹر توپ سے فائرنگ کی جس سے دشمن کے کچے اور پکے مورچوں مکانوں اور گاڑیوں کو شدید نقصان پہنچا۔ اس کے علاوہ گاڑیاں لاشیں لے جاتی ہوئی بھی دیکھی گئی ہیں۔ آج کے اس حملہ میں سب سے کم سن مجاہد حضرت عبدالصمد سیال صاحب کے چھوٹے بھائی محمد ابراہیم تھے جن کی عمر تقریباً بارہ سال ہے۔

۲۷ر اپریل کا دن روسی اور کمیونسٹ فوج کے لیے انتہائی خوشی و مسرت کا دن تھا۔ اس لیے کہ اسی دن افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آیا۔ کمیونسٹ اس دن کو یوم انقلاب ثور کے نام سے یاد کرتے ہیں اور وہ اس دن پورے افغانستان میں جشن منانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وہ دن ہے جس سے افغانستان کے غیور مسلمانوں کا ناجائز خون بہانے کی ابتدا ہوئی۔ یہی وہ دن ہے جس سے افغانستان کی غیرت مند باپردہ ماؤں بہنوں کی عصمت دری کی ابتدا ہوئی۔ یہی وہ دن ہے جس سے سیکڑوں ہزاروں علماء کے قتل عام کا آغاز ہوا۔ یہی وہ دن ہے جس سے مدارس اور مساجد کو منہدم کرنے کی ابتدا ہوئی اور یہی وہ دن ہے جس سے ۵۰ لاکھ افغان مہاجرین کو وطن چھوڑنے کی ابتدا ہوئی۔ یہ دن جہاں کمیونسٹ حکومت کے لیے خوشی کا دن ہے وہاں مجاہدین کے لیے سب سے

افسوسناک دن ہے۔

اسی انقلاب ثور کی مناسبت سے مجاہدین نے پورے افغانستان میں ۴ہ طیارے مار گرائے مختلف چھاؤنیاں اور پوسٹیں تباہ کیں۔ اور آج کے دن جس عصمت دری جس ظلم وستم جس تباہی و بربادی اور جس لادینیت کا آغاز ہوا تھا مجاہدین نے اس کا انتقام لیتے ہوئے یہ ثابت کردیا کہ نو سال گزرنے کے باوجود ہمارے جذبات بالکل تر و تازہ ہیں۔ کوئی مادی طاقت ہمارے جذبات کو نہ کچل سکی ہے اور نہ ہی کچل سکتی ہے۔ افغانستان میں جہاں مختلف چھاؤنیاں اور چوکیاں مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنی وہاں ارگون کے میدان میں واقع ایک فوجی پوسٹ بھی مجاہدین کے قہر و غضب سے نہ بچ سکی۔ اس کی تفصیلی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۶ر اپریل کو حرکۃ الجہاد الاسلامی (عالمی) کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبدالصمد سیال صاحب اور صوبہ پکتیکا میں حضرت مولانا ارسلان خاں رحمانی کے نامزد کمانڈر حضرت مولانا دستگیر صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ انقلاب ثور کی مناسبت سے حسب معمول پوسٹ کی مختلف اطراف سے بیک وقت ایک زوردار حملہ کیا جائے۔ روسی اور کمیونسٹ فوج کی خوشی کو غمی میں تبدیل کیا جائے۔ چنانچہ مورخہ ۲۷ر اپریل دوپہر گیارہ بجے جنگ کا نقشہ تیار ہوا اور شام چار بجے تین اطراف سے بیک وقت حملہ ہونا طے پایا۔ جنگ کا نقشہ کچھ اس طرح تھا مرکزی کمان حضرت مولانا عبدالصمد سیال صاحب کے ہاتھ میں تھی جو ظہر کے متصل بعد دس افراد پر مشتمل ایک دستہ لے کر دشمن کی تازہ نقل و حرکت دیکھنے اور وہاں سے کمانڈر زبیر احمد خالد کو جو باقی تمام گروپوں کی کمان کر رہے تھے بذریعہ وائرلیس جنگی ہدایات دینے کے لیے پوسٹ سے مغرب کی سمت واقع پہلے پہاڑی مورچوں کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ حضرت مولانا دستگیر صاحب بھی تھے۔ اس کے بعد حرکۃ الجہاد الاسلامی سے مرکزی کمانڈر حضرت مولانا زبیر احمد خالد نے حرکۃ الجہاد الاسلامی کے مجاہدین کو مختلف گروپوں میں تقسیم کیا۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ پہلا گروپ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کی کمان میں روانہ ہوا۔ اسی گروپ کو پوسٹ کی بائیں طرف سے زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائل سے دشمن پر حملہ کرنا ہے۔ دوسرا گروپ حضرت مولانا عزیز الرحمان شاہ کی کمان میں روانہ ہوا۔ اس گروپ کو دشمن کے سامنے سے ۸۲ ملی میٹر مارٹر توپ سے دشمن پر حملہ کرنا ہے۔ تیسرا گروپ راقم کی کمان میں روانہ ہوا۔ اس

گروپ کو دشمن کے دائیں جانب سے میزائلوں کے ساتھ حملہ کرنا ہے، چوتھا گروپ حرکتہ الجہاد الاسلامی کے مرکزی کمانڈر حضرت مولانا زبیر احمد خالد کی کمان میں روانہ ہوا جو بقیہ تین گروپوں کی ہائی کمان بھی کر رہے تھے اس گروپ کو دشمن کے سامنے سے ۸۲ ملی میٹر مارٹر توپ سے حملہ کرنا ہے نسبتاً یہ گروپ دشمن کے زیادہ قریب تھا۔ حرکتہ الجہاد الاسلامی کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبدالصمد سیال صاحب اگلے مورچوں سے بذریعہ وائرلیس مجاہدین کو ہدایات دے رہے تھے۔ تمام گروپ اپنے میزائل اور توپوں کو سیٹ کر کے چار بجے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس لیے کہ

طے یہ پایا تھا کہ چار بجے مرکزی کمانڈر حکم دے گا اور تینوں اطراف سے بیک وقت فائر کھل جائے گا۔ مجاہدین جو حملے کے لیے بے تاب تھے ان کے لیے ایک ایک منٹ گھنٹوں کے برابر گزر رہا تھا جو نہی چار بجے حرکتہ الجہاد الاسلامی کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبدالصمد سیال صاحب کی ہدایت پر مرکزی کمانڈر حضرت مولانا زبیر احمد خالد نے فائر کا حکم دیا۔ ٹھیک چار بج کر ۲ سکنڈ پر تین اطراف سے چار گولے دشمن کی پوسٹ پر پہنچ چکے تھے۔ کیمونسٹ فوج جو آج انقلاب ثور کی خوشی میں مدہوش تھی اس کے لیے یہ اچانک حملہ ایک ناگہانی آفت سے کم نہ تھا۔ گولوں کا پوسٹ میں گرنا تھا کہ پوسٹ میں شدید بھونچال کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ پہلے ہی حملہ سے درجنوں فوجی مردار ہو گئے۔ حملہ اس زور کا تھا کہ جو فوجی جس جگہ پر کھڑا تھا اس کو وہاں سے حرکت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ اس کے بعد مرکزی کمانڈر کی ہدایات پر مجاہدین نے پوسٹ کے دائیں بائیں اور وسط میں کچے اور پکے مورچوں ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں اور اسلحہ کے گوداموں پر گولے پھینکنے شروع کیے۔ دشمن ابتدائی حملے سے اتنا بدحواس ہو گیا کہ وہ تقریباً آدھ گھنٹہ تک جواب نہ دے سکا۔ ساڑھے چار بجے دشمن کی طرف سے ٹینک کا پہلا گولہ آیا۔ جو مجاہدین سے کوسوں دور جا گرا۔ اب باقاعدہ دونوں طرف سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ پوسٹ میں ہر طرف گرد و غبار اور دھوئیں کے بادل اٹھتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اسی وقت عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مجاہدین نے ٹینک کے گولوں کے سائے میں عصر کی نماز باجماعت ادا کی اور الجنۃ تحت ظلال السیوف نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں کے مصداق بنے۔ جنگ پورے زور و شور سے جاری تھی۔ حالت یہ تھی کہ مجاہد تو اگلے

مورچوں سے موصول ہونے والی ہدایات کے مطابق ٹھیک نشانے لے کر گولے مار رہے تھے جب کہ دشمن کی حالت یہ تھی کہ بدحواسی کے عالم میں اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس طرف گولے برسائے اس لیے دشمن کی طرف سے اندھا دھند آنے والے گولے مجاہدین کے سروں کے اوپر سے گزرتے ہوئے دور جا گرے۔ اللہ اللہ! مجاہدین کی کیا شان۔ اسلام کے شیدائیوں اور جنت کے سچے عاشقوں کی کیا شان ہے۔ جب گولہ پاس سے گزرتا تو ایک کہتا جنت کا ویزا آ گیا تو دوسرا کہتا جنت کی حور نے خشک کی ہے۔ آہستہ آہستہ حملے کی شدت ختم ہو گئی۔ چوں کہ مجاہدین کے پاس اسلحہ کم تھا اس لیے مجاہدین نے وقفے وقفے سے گولے پھینکنے شروع کیے اسی دوران مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مجاہدین نے مورچوں میں ہی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد دیر تک گولوں کا تبادلہ ہوتا رہا اور اس کے بعد یہ نہایت کامیاب پروگرام مرکزی کمانڈر کے حکم پر اختتام کو پہنچا۔ نتیجتاً پوری لڑائی میں کسی ایک مجاہد کو خراش تک نہ آئی اور مجاہدین کا کسی قسم کا مالی نقصان بھی نہ ہوا جبکہ بیسیوں روسی کیمونسٹ فوجی مردار ہوئے، کئی ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں اور الحمدللہ اسلحہ کا گودام اور کئی کچے پکے مورچے جل کر خاکستر ہو گئے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

**

ٹیلی گرام خمیرہ
ٹیلکس ۵۳۵-۳۴۵ آزادان
فون
آفس:- ۸۲۸۰۳
رہائش:- ۸۳۶۲۹
فیکٹری:- ۵۱۲۵۴
خمیرہ
حقہ تمباکو
مینوفیکچرس اینڈ ایکسپورٹس
آزاد بھارت تمباکو فیکٹری
پارٹنر: حاجی محمد امتیاز خاں
ناداں محل روڈ۔ لکھنؤ۔ (انڈیا)

کویت اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے

کویت۔ کویت کی اوقاف و اسلامی امور کی وزارت کے شعبہ مطالعہ اسلامی نے کویت اور کویت سے باہر اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی ایک تحریک شروع کی ہے۔ شعبہ مطالعہ اسلامی کے ڈائرکٹر مسٹر نادر علی نوری نے بتایا کہ عربی اور اسلامی کتابوں کی تعلیم دینے کے لیے مختلف ملکوں میں اساتذ بھیجے جا رہے ہیں اس کے علاوہ ان کا شعبہ قرآن پاک کے نسخے بھی تقسیم کر رہا ہے۔

ترکی راکٹ لانچر بنانے میں کامیاب

انقرہ۔ ترکی نے ابتدائی تین راکٹ لانچر بنا لیے ہیں اور اس کا کامیاب تجربہ بھی کیا ہے، یہاں کے مقامی اخباروں کے مطابق انقرہ سے ۷۰ کیلومیٹر دور پولٹلی کے مقام پر راکٹ داغنے کے تجربہ کے وقت ترکی کے صدر کنان ایورن اور دیگر فوجی اعلا حکام موجود تھے۔ تین راکٹ لانچروں میں سے ایک لانچر میں چالیس نالیاں ہیں جس سے ایک سکنڈ میں چالیس راکٹ داغے جا سکتے ہیں۔ اس لانچر سے ۸۰ کیلومیٹر دور تک راکٹ پھینکا جا سکتا ہے باقی دو لانچروں میں سے ایک میں چار اور دوسرے میں آٹھ نالیاں ہیں مگر اس میں زیادہ دوری تک مار کرنے کی صلاحیت ہے یہ لانچر ترکی کے قومی سائنسدانوں نے بنائے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توسیع کا منصوبہ

ریاض۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ترقی و توسیع کے لیے ایک ۱۸ سالہ منصوبہ تیار کیا گیا ہے کیونکہ حکومت سعودی عرب کا خیال ہے کہ ۲۰۰۵ء تک زائرین حج کی تعداد ۲۷ لاکھ ہو جائیگی یہ منصوبہ اقوام متحدہ شہری پلاننگ کے ماہرین کے اشتراک سے تیار کیا گیا ہے۔ حرم مکی کے مغرب میں ہریالی کی ایک پٹی قائم کی جائے گی جو ایک تفریحی مقام ہوگا۔ اس کے علاوہ حرم پاک کے ۱۵ کیلومیٹر کے حدود میں ۱۳ لاکھ شہری باشندوں اور ۲۷ لاکھ زائرین کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر ہوں گے۔ دیہی مضافات میں سڑکیں اور زمین دوز راستے بھی تعمیر کیے جائیں گے حرم پاک کے حدود میں گاڑیوں کے چلنے پر پابندی عائد کر دی جائے گی۔ گزشتہ چند سالوں میں مدینہ منورہ میں بھی کافی توسیع کی جا چکی ہے مگر اس کے باوجود اس میں پانچ گنا توسیع کی جائے گی تاکہ مزید ڈیڑھ لاکھ افراد کے لیے گنجائش نکل سکے، اس کے علاوہ یہاں ہوٹل اور شاپنگ سنٹر قائم کر کے اسے ایک اہم صنعتی مرکز بنانے کا منصوبہ بھی ہے۔

گیارہ ہزار کوریائی باشندوں نے اسلام قبول کیا

جدہ۔ سیول میں ۱۹۸۸ میں منعقد ہونے والے اولمپک کھیل میں شامل ہونے والے مسلم کھلاڑیوں کے لیے جنوبی کوریا کی مسلم فیڈریشن ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یہ اطلاع سعودی گزٹ نے فیڈریشن کے صدر ڈاکٹر ابوبکر کم جے کے حوالہ سے دی۔ ڈاکٹر ابوبکر نے کہا کہ اس منصوبہ کی کامیابی کا دارومدار مسلمان بھائیوں کے تعاون پر منحصر ہے انھوں نے بتایا کہ کوریائی حکومت مسجد کے لیے زمین بطور عطیہ دے گی۔ انھوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ مسلم فیڈریشن نے کوریائی زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کے لیے ڈاکٹر حامد چوئی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے۔ ڈاکٹر حامد اسلامی تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ ڈاکٹر حامد نے بتایا کہ تقریباً دو سو کوریائی طالب علم عربی سیکھ رہے ہیں انھوں نے کہا کہ کوریا کے باشندوں کے لیے عربی ایک سخت اور مشکل زبان ہے کیونکہ دونوں زبانوں کی گرامر بنیادی طور پر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے کوریا میں

(بقیہ ص ۔۔ پر)

قدرت کا عطیہ

ثمر گلاب

موسم خزاں کے آغاز یا پہلے پالے کے بعد گلاب کے پھول کی پتیاں مرجھا کر جھڑنے لگتی ہیں اس کے بعد گلاب کا پودا اپنے خوبصورت گول گول چکنے پھلوں کی وجہ سے اور زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کم از کم غذائی اعتبار سے ضرور زیادہ آویز ہو جاتا ہے کیونکہ اس وقت گلاب پھولنے کے بعد پھلنے لگتا ہے اور یہ پھل پک کر تیار ہو جاتے ہیں اور یہ اثمار گلاب یعنی پھولوں کے پھل حیاتین سے لبریز ہوتے ہیں۔ اس کے پھولوں کی خوشبو روح افزا ہوتی ہے تو اس کے پھل حیات پرور ہوتے ہیں۔ ایک اونس ثمر گلاب میں ایک اونس نارنگی کے رس سے ۲۲ گنا زیادہ حیاتین ج سربلند ہوتی ہے اور اتنی ہی حیاتین الف ہوتی ہے جتنی گاجر میں ہوتی ہے اور اس میں بڑی کثیر مقدار میں بایو فلیوونائڈ ہوتی ہے اور حیاتین ب مرکب کی دو اہم قسمیں رائبو فلے وِن اور فولیٹ ہوتی ہیں۔

صرف تین دوسرے پھل حیاتین ج کی مقدار کے معاملے میں اس کے حریف ہو سکتے ہیں۔ ایک اکر دلا چیری، دوسرے کاموکامو پھل جو دریائے آمیزن کے بالائی حصے میں پایا جاتا اور تیسرے کیوی فروٹ جو شمالی چین اور جاپان میں ہوتا ہے چونکہ ثمر گلاب میں نارنگی کی بہ نسبت زیادہ مقدار میں حیاتین ج پائی جاتی ہے اس لیے روسیوں نے اس کو کاشت کرنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران

کہ جب نارنگی، لیموں اور ٹماٹر سے لدے ہوئے مال بردار جہاز جو جزائر برطانیہ بھیجے جاتے تھے جنگی سامان کے لیے استعمال کیے جانے لگے تو اسکاٹ لینڈ کے لوگوں نے ۲۰۰ ملیون سے زیادہ ثمر گلاب کو توڑ کر اکٹھا کیا اور اس کا شربت تیار کر کے دوافروشوں کے ہاتھ فروخت کیا۔

آج کل ثمر گلاب کا شربت (یا ثمر گلاب کا سفوف) اصلی شکل میں حیاتین ج کے ضمیمے کے طور پر بہت کم استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس حالت میں اس کا استعمال دشوار ہے۔ حیاتین ج کے ۵۰۰ ملی گرام ضمیمے کے لیے سفوف کو جس مقدار میں کھانا پڑتا ہے اس کا نگلنا تکلیف دہ ہوتا ہے لیکن حیاتین ساز اب بھی ثمر گلاب کے سفوف کو حیاتین ج اور دوسرے ضمیموں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اب بھی ثمر گلاب کو دوسری مصنوعات میں عام طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ سفوف اور شربت کے علاوہ اس سے شوربا، جام (مربا) شراب، شہد، چائے، جوس، سرکا اور دوسری کئی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ چونکہ ثمر گلاب میں حیاتین الف اور حیاتین ج بڑی مقدار میں پائی جاتی ہے اس لیے یہ دونوں غذائی اجزا نظام مناعت کی تقویت کے لیے بہت مفید ہیں، چنانچہ بخاروں کی حد کو توڑنے اور نزلہ زکام اور کھانسی کی بعض اقسام کے علاج میں اس نباتی دوا کو بلند مقام حاصل ہے مختلف شکلوں کے اندر ساڑھے تین اونس ثمر گلاب میں کتنی ملی گرام حیاتین ج پائی جاتی ہے۔

سفوف	۲۱۰ر۴	ملی گرام	شوربا	۶۱۵	ملی گرام
رس	۸۴۴	ملی گرام	خشک ثمر گلاب	۲۵۰	ملی گرام
شہد	۲۲۵	ملی گرام	جیلی (ڈب)	۲۲۰	ملی گرام
جام (مربا)	۱۸۰	ملی گرام	شوربا	۷۴	ملی گرام

اہل مغرب کو حیاتین ج کی دریافت کے بعد سے گلاب کی قدر ہوئی ہے۔ طب اسلامی کی یہ ہمیشہ سے بڑی محبوب و مقبول اور کثیر الاستعمال دوا ہے۔ ثمر گلاب کا استعمال تو طب میں نہیں تھا مگر گلاب کا استعمال بہت کثیر تھا اور اب بھی ہے۔ اس کو بہت سی شکلوں میں استعمال کیا جاتا ہے گلاب سے کشید کیا ہوا عرق نہ صرف دوا کے طور پر بلکہ غذا میں بھی استعمال ہوتا ہے اس کے استعمال کی ایک اور شکل بہت عام ہے جس کو گل قند کہتے ہیں اس کو جدید زبان میں جام یا جیلی کہا جا سکتا ہے یہ نہ تو مزے کے اعتبار سے کسی جام جیلی سے کم ہے اور نہ دل و دماغ کو تفریح کے

لحاظ سے۔ علاوہ ازیں جگر، امراض معدہ اور قبض کی لطیف ترین اور بے بدل دوا ہے۔ ان تمام خوبیوں پر مستزاد یہ کہ نہایت خوشبودار ہے۔ اس استعمال کا کم ہوجانا تعجب خیز ہونے کے علاوہ افسوسناک بھی ہے، حالانکہ اس کی تیاری بھی انتہائی آسان ہے۔ دوا اس کا استعمال اس قدر کثیر ہے کہ اس کو بیان کرنے کے لیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔ اس کا شمار طب کی چند نہایت کثیر الاستعمال دواؤں میں ہوتا ہے۔ اب ہم کچھ عرصے سے دیکھتے ہیں کہ اس کا استعمال کم ہوتا جارہا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ صحت مند رجحان نہیں ہے عجیب بات ہے کہ مغرب میں بوٹیوں اور پودوں کا استعمال اصلی اور قدرتی حالت جوشاندوں خیساندوں اور شیرہ جات کی شکل میں روزافزوں ہے۔ پچھلے سالوں میں کیمیائی ادویہ کی بڑی مدح کی جانے لگی تھی اور اس پر بڑا فخر کیا جاتا تھا لیکن انخطاطی امراض کی کثرت سے اب جدید سائنسدانوں کی آنکھیں کھلتی جارہی ہیں اور طب اسلامی کی خوبیاں ان کو نظر آنے لگی ہیں۔ کیا عجیب ہے اب بھر کم از کم دواؤں کے معاملے میں طب کے اصول کو عام طور پر ترجیح دی جانے لگے۔ اصلی بات یہ ہے کہ اس راہ کے اختیار کرنے میں تن آسانی، تجارتی مفاد، عجلت پسندی اور پیشہ ورانہ چشمک و تعصب حاصل ہیں۔

نمک کے کرشمے

والد: فضل حق
شیخ پورہ۔ خیرآباد۔ سیتاپور

* اگر جسم کا کوئی حصہ جل جائے تو فوراً نمک چھڑک دینے سے آبلہ نہیں پڑتا۔
* نمک سے کاجل اور سیاہی کے داغ دھبے دور ہوجاتے ہیں۔
* نمک کے پانی سے فرش دھونے سے دیمک، چیونٹی اور دیگر حشرات ختم ہوجاتے ہیں
* کاغذی لیموں کے عرق میں نمک ملا کر ناک میں ڈالنے سے آدھے سر کا درد ختم ہوجاتا ہے۔

غزل

صادق منصورپوری

رموز عشق بن کر رازدارِ کن فکاں ہوجا
بساطِ عالم امکاں کی تو شرح و بیاں ہوجا

خود اپنے آپ سے واقف تو پہلے بے گماں ہوجا
وجود حق کے آگے اپنی ہستی سے نہاں ہوجا

سراپا درد ہوجا دردمندوں کی فغاں ہوجا
جہاں میں تو ہر اک مظلوم کی یوں داستاں ہوجا

تو الفت کا جہاں ہوجا محبت کا نشاں ہوجا
خراباتِ جہاں میں پھر تو پیغام اماں ہوجا

عروج اپنا اگر منظور ہے تجھ کو تو اے مسلم
خودی کا پاسباں ہوجا خدا کا رازداں ہوجا

شعاعِ حق تو بن کر پھیل جا ہر گوشہ میں
جلادے خرمن باطل کو وہ برق تپاں ہوجا

طلسم عشق بن کر آگ کو گلزار پھر کردے
تو گر کر آتش نمرود میں یوں امتحاں ہوجا

ہزاروں بار گر کر بھی جلا پائے نہ اک تنکا
کہ تھک کر برق رہ جائے تو ایسا آشیاں ہوجا

نہیں مرتے جو راہ عشق میں دیتے ہیں جان اپنی
مٹا کر اپنی ہستی کو حیاتِ جاوداں ہوجا

جگر میں سوز پیدا کردے صادق سازِ فطرت سے
جو بھڑکا دے دلِ انساں کو وہ شعلہ بیاں ہوجا

پسندیدہ نصائح

بہترین نیکی اور شرافت ہے

- قابو پاکر معاف کر دینا
- اہل وعیال والے مفلس کی خفیہ مدد کرنا
- مخفی فرض اور حق کو ادا کرنا
- حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا مٹانے کیلئے خاموش رہنا
- کمزور اور مظلوم کی حمایت کرنا
- جہاں کوئی نہ کہہ سکے اور ضرورت ہو وہاں حق بات کہہ دینا
- برائی پانے کے باوجود رشتہ داروں کے
- ساتھ احسان وسلوک کرتے رہنا۔

دوستی کے قابل ہے

- دوسروں کا عیب چھپانے والا
- معذرت کو قبول کرنے والا
- احسان کر کے بھول جانے والا
- عقلمند جو حکمت اور عقل کی باتیں سکھاتا ہو
- وہ شخص جس کے دل میں دنیا کی بے رغبتی ہو
- جو بے غرض ہو اور اللہ تعالیٰ کے واسطے دوستی رکھتا ہو
- جو کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو اور ماں باپ کا فرمانبردار ہو

دوستی مت کر

- غرض مند اور لالچی سے
- بدکار اور مکار سے
- جس شخص سے (صحیح العقیدہ) ماں باپ منع کریں۔
- چھچھورے سے شیخی خورے سے۔
- دوست کے دشمن سے اور دشمن کے دوست سے۔
- بے جانے بوجھے اور بخیل سے
- بے وقوف سے اور جھوٹی گواہی دینے والے سے۔

کلمۂ حکمت

جسم انسانی کے چار حصے ہیں ایک دماغ دوسرے دل، تیسرے زبان اور چوتھے ہاتھ پاؤں۔ تو دماغ اس لیے ہے کہ ذات وکائنات میں موجود خدائے عزوجل کی کروڑہا نشانیوں پر غور وفکر کرے دل اس لیے ہے کہ بزرگ وبرتر کو اللہ واحد جانے اور اس کے آگے جھک جائے زبان اسکی بڑائی، بزرگی پاکیزگی اور تعریف بیان کرنے کیلئے اور اس کی شہادت دینے کے لیے ہے اور ہاتھ پاؤں اس غرض کے لیے کہ اللہ رب العزت کی طاعت وبندگی اور عبادت بجالائیں۔

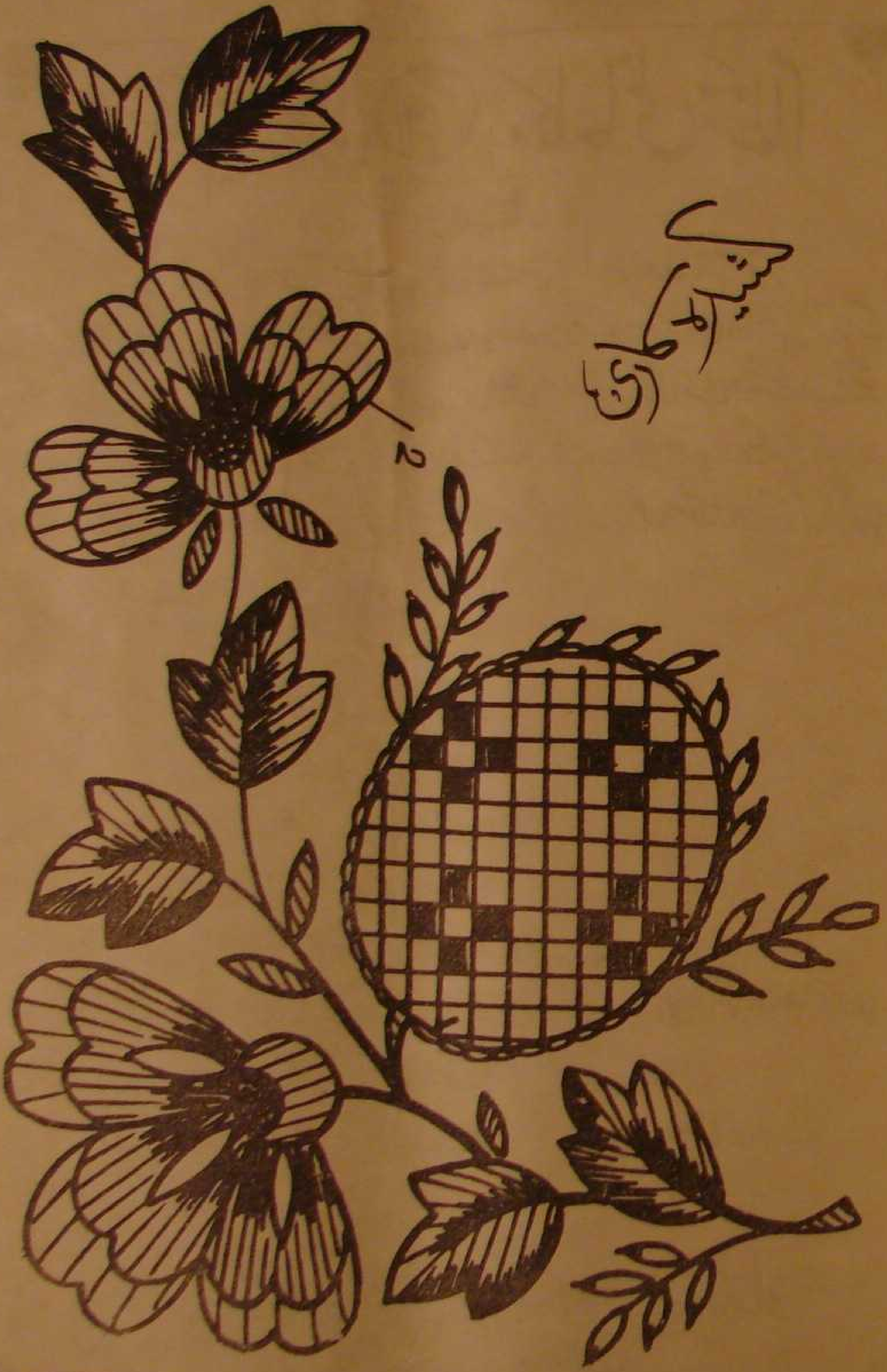

مسلم پرسنل لا اور اسکا عائلی نظام

از :- شمس تبریز خاں

(رفیق مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

اپنے موضوع پر اردو میں پہلی مستقل کتاب جو اپنے مباحث وموضوعات کے تنوع اور مسلم پرسنل لا کے مکمل ومدلل تعارف کیلئے امتیاز خاص رکھتی ہے جس میں مسلم پرسنل لا کی شرعی حیثیت اور اسکے امتیازی پہلوؤں سے تفصیلی اور تحقیقی بحث کی گئی اور کتاب وسنت اور علوم عصریہ سے یکساں طور پر استفادہ کیا گیا ہے اسکے ساتھ ہی عورتوں سے متعلق اسلامی اور غیر اسلامی قوانین کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

چند اہم عنوانات

- مسلم پرسنل لا کی شرعی حیثیت
- مسلم پرسنل لا کے امتیازی پہلو
- عورت غیر اسلامی تہذیب وشریعت میں
- اسلام میں عورت کا مقام
- اسلام کے عائلی نظام کی چند جھلکیاں وغیرہ

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم (سابق ناظم دار المصنفین)

کے مقدمہ اور دو نئے ابواب کے اضافہ کے ساتھ دوسرا ایڈیشن۔

معیاری کتابت — آفسٹ طباعت — صفحات ۲۸۶

قیمت :- ۱۷/- ستره روپے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ، ندوۃ العلماء

پوسٹ باکس نمبر ۱۱۹ لکھنؤ